

نور العيون

فِي تَلْخِيصِ

سيرة الأئمة المأمون

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

تأليف

الشيخ الإمام العلامة المتعبد

شمس الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن أحمد بن سيد الناس رحمه الله تعالى

(٦٧١ - ٧٣٤ هـ)

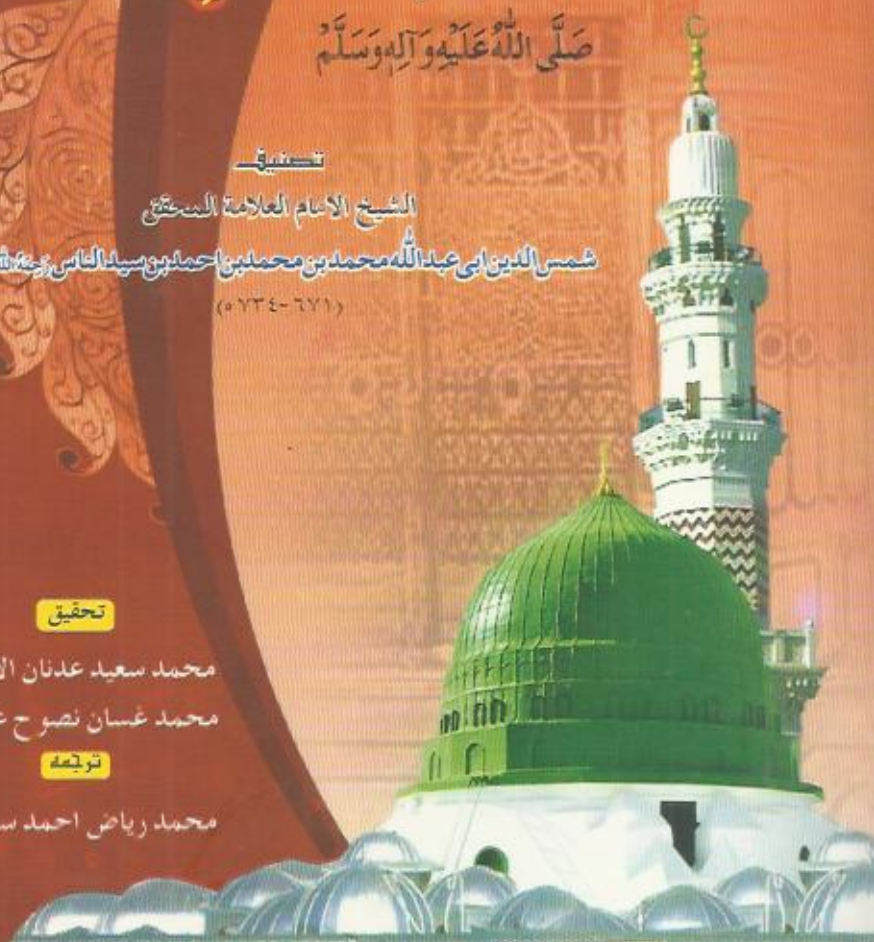
تحقيق

محمد سعيد عدنان الأبرش

محمد غسان نصوح عزقول

ترجمة

محمد رياض أحمد سعيدي



نُورُ الْعُيُونِ

فِي تَلْخِيصِ

سِيرَةِ الْأَمِينِ الْمَأْمُونِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

﴿تصنيف﴾

الشيخ الامام العلامة المحقق

شمس الدين ابي عبد الله محمد بن محمد بن احمد بن سيد الناس

رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى (٦٧١-٥٧٣٤هـ)

﴿تحقيق﴾

محمد سعيد عدنان الابرش

محمد غسان نصوح عزقول

﴿ترجمة﴾

محمد رياض احمد سعيدي

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

کتاب نُورُ الْعُيُونِ فِي تَلْخِصِ سِيرَةِ الْأَمِينِ الْمَأْمُونِ

تالیف محمد بن محمد بن احمد بن سید الناس

تحقیق و تخریج محمد سعید عدنان الابرش

محمد غسان نصح عزقول

ترجمہ / کمپوزنگ محمد ریاض احمد سعیدی

تحریر و تعاون خالد حسین امجد صاحب

حاجی محمد صدیق صاحب

صفحات 112

سن اشاعت اپریل 2011

ملنے کے پتے

فیض رضا پیلی کیشنز

جامعہ قادریہ رضویہ مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

محمد ریاض احمد سعیدی

مکان نمبر P-786 گلی نمبر 15 محلہ اسلام نگر فیصل آباد۔ پاکستان

Muhammad Riaz Ahmad Saeedi

3 Violet Street Burnley BB10 1PU Lancashire UK

Phone: 01282-703933

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد اس ذات کے لیے جس نے پرہیزگاروں کی بصیرتوں کو منور فرمایا، جنہوں نے نبی امین ﷺ کے واضح راستے کی اتباع و پیروی کی، صالحین کے راستے پر چلے اور موحدین کی سیڑھیوں پر چڑھے۔ اور صلاۃ و سلام ہو اس عظیم اخلاق سے آراستہ ذات پر جو مہربان اور رحم فرمانے والی ہے۔ جنہیں قرآن عظیم میں تعریف و تکریم کے کلمے پہنائے گئے۔

رَحْمَةً كُلُّهُ وَ حَزْمٌ وَ عَزْمٌ وَ وَقَارٌ وَ هَيْبَةٌ وَ حَيَاءٌ

مَا سِوَى خُلُقِهِ النَّسِيمُ وَلَا غَيْرَ مَحْيَاهُ الرُّوضَةُ الْغَنَاءُ

آپ کی ذات اقدس سراپا رحمت ہے، آپ مستقل مزاجی، ارادے کی پختگی، وقار، ہیبت اور شرم و حیا کے پیکر تھے۔ ماسوا اس کے کہ آپ کا اخلاق نرم اور ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ آپ کا رخ انور شاداب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آپ پر برسیں اور اس کے سلام آپ پر مسلسل نازل ہوں جب تک بادل ٹیلوں پر برسنے کا ارادہ کرے اور جب تک بارش عظیم ساتھیوں کی چراگاہوں پر برستی رہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رحمت ہو ان شریف الطبع، خوش بیان اور مبلغ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جنہوں نے رشد و ہدایت کی مشعلوں کو مخلوق تک پہنچایا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا جیسے جہاد کرنے کا حق تھا۔ انہیں امتیازی شان حاصل ہے کیونکہ قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان کے لیے خوشبودار سیرت اور سیدھا واضح راستہ ہے اور انہیں کامیابی کی سیڑھیوں پر چڑھنا نصیب ہوا ہے۔

أَمَّا بَعْدُ!

بیشک علی الاطلاق اور بالاتفاق، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی شخصیت اور انبیاء کرام میں سب سے بزرگ ذات، جو پورے آفاق میں ساری مخلوق کی سردار ہے وہ ابو القاسم سیدنا محمد ﷺ کی ذات اطہر ہے۔ جو جامع الکلم کے ساتھ مخصوص ہیں اور جن کی ایک مہینے کے فاصلے تک رعب سے مدد کی گئی ہے۔ پس آپ وہ ذات ہیں جن کی اقتداء، ان کی سنت کی اتباع اور ان کی سیرت کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ سب تنزیل حکیم کا بیان ہے جسے نبی کریم ﷺ کے سپرد کیا گیا ہے۔

بیشک احادیث اور آثار کو روایت کرنے والی صالح شخصیات نے نبی کریم ﷺ کی معطر سیرت آپ کے حسین اخلاق اور آپ کے شامل حمیدہ لکھنے میں بے مثال کام کیا ہے۔ جنہیں شمار کرنے اور احاطہ کرنے سے زبانیں عاجز و قاصر ہیں۔ بیشک ان لوگ نے نبی مکرم شفیع معظم ﷺ کی سیرت نقل کرنے میں، آپ کے غزوات و سرایا اور ان حوادث سے متعلق عظیم امور اور ان صحابہ کرام ﷺ کے مناقب کے ذکر میں متعدد اور متفرق طور پر عمدگی اور خوش اسلوبی سے کام کیا ہے جو مبسوط کتابوں اور مختصر رسائل میں بکھرا ہوا ہے۔

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ

عَرَفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الْبَيْمِ

اور وہ سب آپ کے دریائے علم و فضل سے ایک چلو یا آپ کے بارانِ جود و کرم سے ایک گھونٹ پانے والے ہیں۔

یہ بات اثر اور اصحاب روایت و نظر کے نزدیک طے ہے کہ ساری کتب سیر اصحاب صحاح کی شرط پر اسانید متصلہ کے ساتھ مروی نہیں ہیں بلکہ ان میں صحیح روایات ہیں تو

کچھ صحیح کے قریب روایات ہیں۔ کچھ ضعیف ہیں تو بعض ضعف کے مرتبہ سے بلند ہیں۔ یہاں تک کہ ولی عراقی نے اپنے ”الفیہ“ میں کہا:

وَلْيَعْلَمِ الطَّالِبُ أَنَّ السَّيْرَةَ

تَجْمَعُ مَا صَحَّحَ وَمَا قَدْ انْكَرَا

طالب کو یہ جان لینا چاہیے کہ کتب سیرت میں ہر طرح کی صحیح اور منکر روایات جمع ہوتی ہیں۔

مگر ہماری یہ کتاب ”نُورُ الْغُيُونِ فِي تَلْخِصِ سِيرَةِ الْأَمِينِ الْمَأْمُونِ“ تو اس کی تو حصہ وافر کی وجہ سے صحت میں مثال دی گئی ہے۔ اس میں ایسے معارف ہیں جو دل کو خوش کرتے ہیں، جن سے صحیفے اور دفاتر مزین کئے جاتے ہیں۔ اس کتاب نے اپنے اختصار کے باوجود ان معارف کو جمع کیا پس اب وہ اکٹھے اور محفوظ ہیں اور یہ کتاب میدانِ سبقت میں (الْقَدْحُ الْمُعْلَى) (۱) ساتویں تیر کے ساتھ کامیاب ہو گئی ہے۔ اسی لئے عقل مندوں نے اسے حرز جاں بنایا، طلباء کی قلموں نے اسے نقل کیا کیونکہ یہ لب لباب عطر اور خلاصہ ہے اور [كُلُّ الصَّيْدِ فِي جَوْفِ الْفَرَا] (۲) ہر شکار تو گورخر (جنگلی گدھے) کے پیٹ میں ہے۔ اپنے اختصار کے باوجود سیرتوں کا مکھن، اہل اثر کے نزدیک عمدہ، منتہی کے لیے نصیحت اور مبتدی کے لیے بنیاد ہے۔

(۱) الْمُعْلَى: اچھلنے کا ساتواں تیر۔

(۲) الْفَرَا: گورخر، جنگلی گدھا۔ مثل کا قصہ یہ ہے کہ تین شکاریوں میں سے ایک نے خرگوش، دوسرے نے ہرن اور تیسرے نے گورخر کا شکار کیا۔ پہلے دو شکاری گورخر کے شکار سے بے خبر تھے۔ انہوں نے اپنے اپنے شکار پریشانی بھاری۔ تب تیسرے نے کہا: [كُلُّ الصَّيْدِ فِي جَوْفِ الْفَرَا] یعنی تمہارے شکار تو میرے شکار کے پیٹ میں ہی سما جائیں گے۔ (المنجد ص: ۱۲۰۳)

یہ مختصر کتاب ان صفات کے ساتھ متصف کیوں نہ ہو کہ اس کے مؤلف علم کے امام، حاذق اور عقلمند محقق، علامہ مدق، ابوالفتح محمد بن محمد بن محمد ابن سید الناس ہیں۔ سوار، ان کی تصنیفات لے کر چلتے ہیں۔ بلند شان کے حامل لوگوں نے ان کی تصنیفات کی عمدگی کا اعتراف کیا۔

یہ کتاب جو ہم پیش کر رہے ہیں یہ مصنف کی ایک بڑی کتاب ”غُيُونُ الْأَنْبَاءِ فِي فُنُونِ الْمَغَازِي وَالشَّمَائِلِ وَالسِّيَرِ“ کا اختصار اور اس کے مشابہ ہے۔

بیشک یہ کتاب مخطوطات کی دہلیزوں میں ناگفتہ بہ حالت میں اور مختلف لاہریروں میں پوشیدہ تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بلند ہمت، پختہ ارادے والے اور دار المنہاج کے مالک کو اس پر قادر بنا دیا پس انہوں نے تمام شہروں سے اس کے مخطوطے جمع کیے اور اس علمی جماعت کو پیش کر دیئے جو ان بلند مرتبہ آثار کی تحقیق پر مقرر ہے۔ ان کی تحقیق، علمی تحقیق تھی۔ یہاں تک کہ نصوص، قابل بھروسہ، روایات تحقیق والی اور اصول، قابل اعتماد ہو گئے۔ اور کتاب پڑھنے میں شیریں اور خوبصورت حُلّہ والی ہو گئی۔ کیونکہ یہ شاندار طباعت اور عمدہ اوراق کی وجہ سے ممتاز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کتابت کو عمدگی اور خوش اسلوبی سے آراستہ کیا ہے۔ تشابہ الفاظ کا ضبط کیا ہے (یعنی ان پر اعراب لگا دیئے ہیں)۔ فی البدیہہ تعلق لکھی گئی جو تعلق کہلانے کی مستحق ہے۔ پس یہ اشاعت، ظاہر کرنے والے کے حسن اور خبر دینے والے کی عمدگی کو جامع ہے۔

انہی اوصاف کے سبب، میں اس طباعت کے مگن گارہا ہوں تا کہ حق کے اثبات اور دار المنہاج کے لیے سبقت کا اعتراف کروں۔ خصوصاً ہمارے اس دور حاضر میں کہ جس میں معاملہ پیچیدہ ہو گیا ہے اور ردی چیز خالص شے کے ساتھ خلط ملط ہو گئی ہے۔ یہاں تک

کہ بہت سی تحقیقی کتب میں نظر ڈالنے والا کسی بصیرت والے ناقد اور خبر رکھنے والے علامہ کا محتاج ہے۔ اس لئے میں دار المنہاج کے مالک کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پرانے ورثہ کی ان کتب کی طرف پوری توجہ دی۔ جیسے میں اس علمی جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اسلاف کی، ان تحریف اور ضائع ہونے سے دور تالیفات کی تحقیق پر کمر بستہ ہیں۔

ابو عبد الباری

د / محمد عبدالرحمن شمیلا الہدلی

جامعة الطائف

٥١٤٢٥ / ٧ / ٤

مؤلف کے حالات (۱)

نام و نسب:

آپ کا اسم گرامی ابوالفتح محمد بن محمد بن احمد ہے۔ آپ حافظ تھے۔ نحو، حدیث، فقہ اور ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ نسبت کے لحاظ سے الیمری اللاندسی اور المصری کہلائے۔ آپ اپنے بارہویں دادا، سید الناس بن ابوالولید کی نسبت سے ابن سید الناس کے نام سے مشہور ہیں۔

پیدائش و نشوونما:

آپ ذی القعدہ 671 میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ علم اور فضل و ریاست کے گھر میں پروان چڑھے۔ آپ کے والد ماجد کبار علماء کرام سے تھے جس کی وجہ سے بچپن ہی سے آپ کی علمی نشوونما ہوئی۔

طلب علم:

جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے آپ کو دروس علم اور مجالس سماع میں حاضر کیا۔ پھر آپ نے خود علم حاصل کیا۔ اپنے خط سے لکھا، خوب لکھا اور بڑی محنت کی۔ علماء کرام کے ایک عظیم گروہ سے بہت کچھ سیکھا۔ اس سلسلے میں سفر بھی اختیار کیا یہاں تک کہ آپ کے مشائخ کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہو گئی۔ اس راستے پر چلنے میں

(۱) آپ کے حالات زندگی کے لیے ان کتب سے استفادہ کیا گیا۔

سیر اعلام النبلاء (الجزء المفقود ۶/۱)

الدرر الكامنة (۲۰۸/۴) شذرات الذهب (۱۸۹/۸)

بہت کوشش کی یہاں تک کہ علم میں یکتا اور حدیث، فقہ، نحو، سیر اور تاریخ وغیرہ کے مختلف علوم میں اپنے ہم زمانہ کے سردار بن گئے۔ پس آپ نے خوب شاندار کتب تحریر فرمائیں، عمدہ اور مفید کام کیا۔ علوم لغت میں بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اعلیٰ درجہ کے اشعار کہے اور بلند نثر لکھی۔ مضمون تصنیف کا حسن، بدیہی عمدگی، حسن نیت اور سلامتی والا عقیدہ اس کے علاوہ تھا۔

علماء کرام کی مدح سرائی:

برزالی نے فرمایا: آپ معرفت و پختگی، حفظ حدیث، علل و اسانید کے سمجھنے اور صحیح و سقیم کے علم کے اعتبار سے ایک بلند مرتبہ شخص تھے۔

ابن فضل اللہ نے فرمایا: آپ ایک اعلیٰ اور بلند پایہ حافظ، اہل بلاغت کے امام، بہت بڑے سمندر اور آثار نقل کرنے میں پیشوا تھے۔

صفدی نے فرمایا: ابن سید الناس حافظ، علم و فضل میں یکتا، بلاغت میں عمدگی سے بیان کرنے والے، شعر اور نثر لکھنے والے، خوش الحان، اچھی گفتگو کرنے والے اور پر لطف عبارت والے تھے۔

ذہبی نے فرمایا: اپنے مجموع میں بے مثال اور ادب میں سردار تھے۔ سمجھ، علم، ذہن کی رسائی اور معارف کی وسعت میں ان کی مثل آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ خوش اخلاق جو دو سخا والے اور اپنی کتابیں عاریۃ عطا فرمانے والے تھے۔

تصنیفات:

آپ کی کثیر تصانیف ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) عُيُونُ الْأَثَرِ فِي فُنُونِ الْمَغَازِي وَالشَّمَائِلِ وَالسِّيَرِ

اس کی تلخیص "نُورُ الْعُيُونِ فِي تَلْخِصِ سِيرَةِ الْأَمِينِ الْمَأْمُونِ" کے نام

سے کی جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

(۲) تَحْصِيلُ الْإِصَابَةِ فِي تَفْصِيلِ الصَّحَابَةِ

(۳) بُشْرَى اللَّيْبِ بِذِكْرِ الْحَبِيبِ

(۴) مَنَحُ الْمَدَحِ

(۵) الْمَقَامَاتُ الْعُلْيَا فِي الْكَرَامَاتِ الْجَلِيَّةِ

(۶) أَلْفُحُ الشَّدَى فِي شَرْحِ جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ

اور آپ اسے مکمل نہ کر سکے۔ وَ غَيْرُهَا

وفات:

آپ رحمہ اللہ 11 شعبان 734 ہجری ہفتہ کے دن اچانک فوت ہو گئے۔ آپ کے جنازہ کے ساتھ ایک بڑی جماعت تھی۔ آپ قرآنہ میں حافظ ابن ابی جرہ کے نزدیک دفن کئے گئے۔ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى

قابل اعتماد نسخوں کی کیفیت

ہم نے اس مبارک کتاب کے اخراج میں دو خطی نسخوں پر اعتماد کیا ہے:

پہلا نسخہ: مکتبہ مولویہ حلب کا نسخہ ہے جس کا نمبر (247) ہے۔

اس نسخہ کے اوراق کی تعداد چالیس (40)، ہر صفحہ پر اوسطاً نو (9) سطریں اور ایک

سطر میں اوسطاً نو (9) کلمات ہیں۔ اس کا خط نسخی موٹا ہے۔ اس پر رطوبت و نمی کے نشان ہیں

اور اس میں دیمک لگی ہوئی ہے۔

ہم نے اس کی طرف (ا) سے اشارہ کیا ہے۔

دوسرا نسخہ: مکتبہ عارف حکمت کا ہے۔

اس نسخہ کے اوراق کی تعداد چالیس (40)، ہر صفحہ پر اوسطاً نو (11) سطریں اور

ایک سطر میں اوسطاً نو (12) کلمات ہیں۔ اس کا خط نسخی معتاد ہے۔ یہ اصل نسخہ سے منقول نسخہ

پر مقابل ایک نسخہ ہے۔ فاضلہ ست الابل بنت قاضی ابوالنصر بن قاضی ابوالفضل الانصاری

رحمہما اللہ تعالیٰ کے خط سے ہے۔

ہم نے اس کی طرف (ب) سے اشارہ کیا ہے۔

کتاب پر ہماری تحقیق

ہم نے دو مخطوطوں پر متن کتاب کے مقابلہ کا اہتمام کیا اور ان دونوں سے مکمل نص کا خلاصہ تیار کیا۔

کتاب کو شکل تام کے ساتھ ضبط کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، احادیث کی استطاعت کے مطابق ان کے اصل مراجع کی طرف نسبت کی ہے۔

کتاب میں مذکور بعض اعلام کے حالات زندگی، مختصراً ذکر کر دیئے جو مصنف کی غرض کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

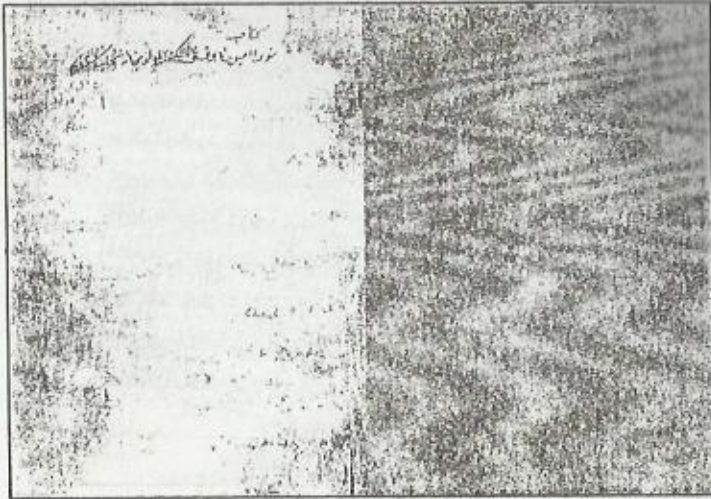
بعض مشکل الفاظ کی شرح کر دی۔

بعض مواقع پر تعلیق اور بعض ایسے فوائد کے ذکر کا اہتمام کیا جو پڑھنے والے کو فائدہ

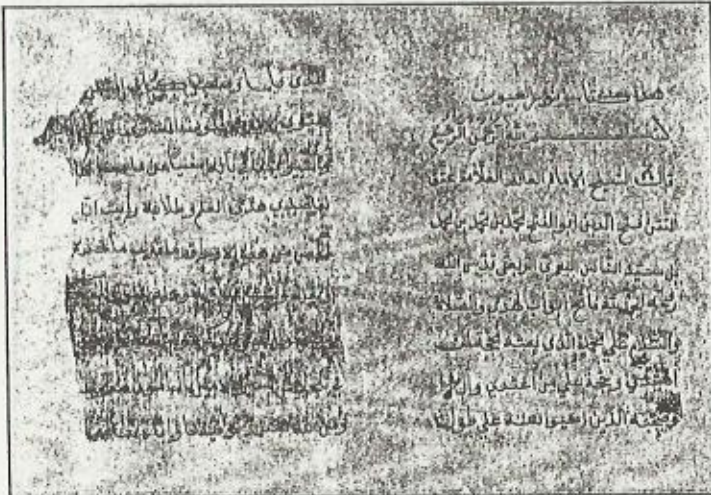
دیں گے۔

مخطوطات کے فوٹو

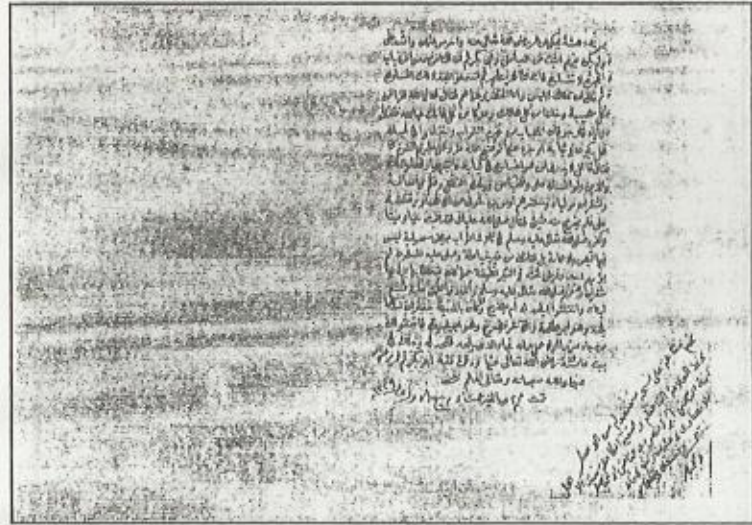
(۱)



راموز ورقۃ العنوان للنسخة (۱)



راموز الورقة الأولى للنسخة (۱)



راموز الورقة الأخيرة للنسخة (ب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شیخ الاسلام امام علامہ محقق متقن فخر الدین ابوالفتح محمد بن محمد بن محمد ابن سید الناس

بَغْمَرِي زَيْعِي قَدْ سَلَّمَ اللَّهُ رُوحَهُ نَعْمَا:

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جو فضل و کرم کے دروازے کھولتا ہے اور ہدایت کے اسباب عطا فرماتا ہے۔ درود و سلام ہو اس کے پیارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے طالب کے لیے روشن راستہ اور سرکش کے لیے حجت و دلیل بنایا۔ آپ کے آل و اصحاب پر درود و سلام ہو جنہوں نے قیامت تک کے لیے آپ ﷺ کی سنت کو زندہ کر دیا۔

جب میں نے اپنی کتاب ”غُيُونُ الْأَثَرِ فِي فُنُونِ الْمَغَازِي وَالشَّمَائِلِ وَالسِّيَرِ“ لکھی جو کہ اس باب میں نفع بخش ہے اور اس علم کا ارادہ اور طلب کرنے والوں کو باقی کتب سے بے پرواہ کر دینے والی ہے تو میں نے دیکھا کہ اس کتاب کا خلاصہ ان اوراق میں کر دوں جو اس کے ماخذ اور نقل کے قریب ہو۔ جس سے استفادہ کرنا اور اٹھانا آسان ہو، (۱) تاکہ مبتدی کے لیے بصیرت اور منتہی کے لیے نصیحت ہو۔

اور میں نے اس کا نام رکھا ”نُورُ الْغُيُونِ فِي تَلْخِيصِ سِيرَةِ الْأَمِينِ

الْمَأْمُونِ“

پس ہم کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق طلب کرتے ہیں اور خاص اسی سے سوال

کرتے ہیں کہ وہ ہر بھلائی کی طرف ہمارے راستے کو آسان فرمادے۔

(۱) نسخہ (ب) میں ”وَسَهْلَ تَنَاوُلُهُ وَحَمْلُهُ“ کی بجائے ”وَمَا سَهْلَ مَكْتُوبُهُ وَحَمْلُهُ“ کے

الفاظ ہیں۔

نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف کا ذکر
رسول کریم سید المرسلین ﷺ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ
قُصَيِّ بْنِ كِلَابٍ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ بْنِ فِهْرٍ بْنِ مَالِكٍ بْنِ
النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارَ بْنِ مَعَدَةَ
بَنِ عَدْنَانَ۔

یہاں تک اتفاق ہے اور حضرت عدنان کے بعد حضرت آدم علیہ السلام تک بہت
اختلاف ہے۔ (۱)

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

أَمِينَةُ بِنْتُ وَهَبٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابٍ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ

(۱) یہ پورا نسب شریف امام بخاری نے ”کتاب المناقب، باب مبعث النبی ﷺ“ میں، بیہقی نے
(۳۶۵/۶) میں اور ابن سعد نے طبقات (۵۵/۱) میں ذکر کیا۔ اس سے اوپر کے سلسلہ نسب میں بہت
اختلاف ہے۔

علامہ سید عمر بن علوی بن ابی بکر الکافی نے نبی کریم ﷺ کے سیدنا آدم علیہ السلام تک نسب پر ایک
کتاب لکھی ہے اور ان میں ہر ایک پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ اس سلسلہ میں وارد صحیح روایات لائے
ہیں۔ پس انہوں نے مفید اور عمدہ کام کیا ہے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

انہوں نے اس کتاب کا نام ”الصَّوْرُحُ الْمُمَرَّدُ وَالْفَخْرُ الْمُؤَبَّدُ لِأَبْنَاءِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ رکھا۔ یہ بیروت میں دارالجاوی کی مطبوعات سے ہے۔

بنی لؤی۔ (۱)

ولادت باسعادت:

آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن ربیع الاول، عام الفیل میں ہوئی۔ (یعنی جس سال
صحابہ اہل کا واقعہ رونما ہوا) تاریخ ولادت میں اختلاف ہے، بعض نے دو تاریخ کہا ہے،
بعض نے تین کا قول کیا اور بعض نے بارہ کا۔ اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی ہیں۔
آپ کی والدہ ماجدہ ایام تشریق میں جمرہ وسطی کے پاس حاملہ ہوئیں۔ (۲) اس کے
علاوہ بھی اقوال ہیں۔

آپ کی ولادت کی رات کسری کے (ایوان) محل میں زلزلہ آیا جس کی آواز دور دور
تک سنی گئی۔ اس محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدہ فارس کی آگ بجھ گئی حالانکہ وہ ایک
ہزار سال سے نہیں بجھی تھی اور ساوہ کا چشمہ خشک ہو گیا۔ (۳)

(۱) اسے بیہقی نے ”الدلائل“ (۱۸۳/۱) میں اور ابن ہشام نے (۱۱۵۶) میں ذکر کیا۔
(۲) کیونکہ عرب کی یہ عادت تھی کہ جب مرد سسرال میں اپنی بیوی کے پاس جاتا تو اس کے پاس تین دن
قیام کرتا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا گھر جمرہ وسطی کے پاس تھا۔ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔

دیکھیں: السيرة الحلبية (۳۹/۱)

(۳) بیہقی نے ”الدلائل“ (۱۲۶/۱) میں، ابو نعیم نے ”الدلائل“ (۱۷۴/۱) میں اور طبری نے
(۱۶۶/۲) میں اس کا اخراج کیا۔ اور ذہبی نے ”تاریخ الاسلام“ (۳۵/۱) میں اسے طویل حدیث
سے ذکر کیا اور کہا: یہ حدیث منکر غریب ہے۔

دیکھیں: شیخ عبدالفتاح ابو غندہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ”المصنوع“ (ص: ۱۸) پر تعلیق۔

[”الْمَصْنُوعُ فِي مَعْرِفَةِ الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ“ علامہ فقیہ محدث علی القاری الہروی المکی
رحمہ اللہ کی تالیف ہے جس میں علامہ رحمہ اللہ نے (۴۷۸) احادیث پر کلام کیا ہے۔ موضوع احادیث کی
پہچان میں یہ مفید کتاب ہے۔ مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب، مترجم [غاضث: اس کا پانی ختم ہو گیا۔

آپ ﷺ کی رضاعت:

آپ ﷺ کو حضرت حَلِیمَہ بنت ابُو ذُؤَیْب ھَذَلِیْہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا۔ ابھی آپ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی تھے کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور شیطان کا حصہ نکال دینے کے بعد سینہ مبارک کو حکمت و ایمان سے بھر دیا گیا۔ (۱)

آپ ﷺ کو ابولہب کی باندی فُؤَیْہہ اَسْلَمِیَہ رضی اللہ عنہا نے بھی دودھ پلایا۔ آپ ﷺ کی پرورش اُمّ اَیْمَنُ بَرَکَہ حَبَشِیَہ رضی اللہ عنہا نے کی۔ وہ آپ ﷺ کو اپنے والد ماجد کی طرف سے وراثت میں ملی تھی۔ پس جب آپ ﷺ جوان ہوئے تو اسے آزاد فرمادیا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔

آپ ﷺ کی نشوونما:

آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ہی آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ والد ماجد کے وصال کے وقت آپ کی عمر دو ماہ تھی، ایک قول میں سات ماہ کا ذکر ہے اور ایک قول کے مطابق اٹھائیس ماہ تھی، یعنی دو سال چار ماہ۔ (۲)

آپ ﷺ کی عمر شریف ابھی چار اور ایک قول کے مطابق چھ سال ہی تھی کہ آپ کی (۱) مسلم نے (۲۶۱/۱۶۲) پر، ابن حبان نے (۶۳۳۴) پر، احمد نے (۱۲۱/۳) پر اور بیہقی نے "الدلائل" (۱۳۵/۱) پر اس کا اخراج کیا ہے۔ وَ غَیْرُھُمْ (۲) اور راجح، وہ پہلا قول ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

صالحی شامی نے اپنی "سیرت" (۳۹۸/۱) میں اس قول کو ذکر کرنے کے بعد کہا یہی قول ہے جس پر ابن اسحاق نے جزم فرمایا اور واقدی، ابن سعد اور بلاذری نے ترجیح دی اور ذہبی نے اس کی تصحیح کی، اور ابن کثیر نے فرمایا: بیشک یہ مشہور قول ہے۔ اور ابن جوزی نے فرمایا: بیشک یہ وہ قول ہے جس پر اہل سیر کی اکثریت ہے۔ اسے حاکم نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور اسے ذہبی نے برقرار رکھا۔

والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ (۱)

آپ ﷺ کی کفالت آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ جب آپ ﷺ کی عمر آٹھ سال دو ماہ دس دن ہوئی تو آپ کے دادا جان کا انتقال ہو گیا اور آپ کی پرورش کی ذمہ داری آپ کے چچا ابوطالب نے اٹھائی۔

جب آپ کی عمر مبارک بارہ سال دو ماہ دس دن ہوئی آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام تشریف لے گئے۔ جب بُصْرَی نامی شہر میں پہنچے بِحَیْرَہ راہب نے آپ کو دیکھا اور آپ کے بعض اوصاف جمیلہ کے سبب پہچان لیا۔ وہ آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر کہا کہ یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (پوچھنے پر بتایا) جب تم عَقْبَہ سے چلے تو کوئی پتھر اور درخت سجدہ کیے بغیر نہ رہا اور وہ صرف نبی کو سجدہ کرتے ہیں اور بیشک ہم انہیں اپنی کتابوں میں ان صفات سے موصوف پاتے ہیں۔ پھر ابوطالب سے کہنے لگا: اگر آپ انہیں شام لے جائیں گے تو یہود انہیں ضرور قتل کر دیں گے۔ پس ابوطالب نے یہودیوں کے خوف سے انہیں واپس (مکہ مکرمہ) بھیج دیا۔ (۲)

(۱) دوسرا قول (چھ سال والا) زیادہ مشہور ہے اسے ابن ہشام نے ابن اسحاق سے (۱۶۸/۱) پر، ابن سعد نے "طبقات" (۱۱۶/۱) پر اور بلاذری نے "انساب الاشراف" (۹۴/۱) پر ذکر کیا اور کہا: یہ ثابت ہے۔ اسی قول کو ذہبی نے اپنی "تاریخ الاسلام" (۵۰/۱) پر مقدم کیا اور یہی قول ہمارے نزدیک راجح ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(۲) حاکم نے (۶۱۵/۲) پر، ترمذی نے (۳۶۲۰) پر، بیہقی نے "الدلائل" (۲۴/۲) پر اور ابونعیم نے "الدلائل" (۲۱۷/۱) پر اس کا اخراج کیا۔

دیکھیں: "الاصابة" (۱۷۹/۱)

پھر (کچھ عرصہ کے بعد) دوسری مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کی تجارت کے لیے ان کے غلام مِسْرَہ کے ساتھ ملک شام گئے۔ اس وقت تک آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح نہیں فرمایا تھا۔ جب آپ ملک شام میں داخل ہوئے تو آپ نے راہب کے حجرے کے پاس ایک درخت کے سایہ تلے قیام فرمایا۔ اس راہب نے کہا اس درخت کے نیچے صرف نبی ہی جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ (۱)

(۱) سیملی نے "السروض الانف" (۱۵۱/۲) میں کہا: یعنی اس گھڑی اس کے نیچے نزول نہیں فرمایا مگر ایک نبی۔ دوسرے انبیاء کا زمانہ بہت بعید ہونے کی وجہ سے انہوں نے وہ مراد نہیں لیا جو متن میں ہے کہ اس کے نیچے صرف نبی ہی جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اگرچہ خبر کے الفاظ میں "قَطُّ" ہے، پس اس کے ساتھ نفی کے لیے تاکید کی جہت پر تکلم کیا جاتا ہے۔ اور درخت کی عادت اتنی لمبی عمر نہیں ہوتی یہاں تک کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس درخت کے نیچے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا دوسرے انبیاء کرام نے نزول فرمایا ہے۔

اور یہ بھی عادت بعید ہے کہ درخت اتنا عرصہ تنہا اور خالی رہے کہ اس کے نیچے سوائے کسی نبی کے کوئی اور نہ بیٹھے، مگر اس شخص کی روایت کی تصحیح کی جائے گی جس نے یہ کہا کہ اس کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نہیں اتر اور بیٹھا۔ اور یہ روایت ابن اسحاق کے غیر سے ہے پس درخت اس بنا پر نشانی کے ساتھ مخصوص ہے۔

الصالحی الشامی نے "سبل الہدی والرشاد" (۲۱۸/۲-۲۱۹) میں فرمایا: اور اسے "النور" اور "النور" میں مقرر رکھا۔

امام علامہ عز الدین ابن جماعہ نے ان کا تعاقب کیا کہ یہ محض بعید جاننا ہے اس میں امتناع یا محال ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، ظاہر خبر کا معارضہ جسے ضعیف کر دیتا ہے۔ ایسی جگہ متعلقات انبیاء کا گمان خرق عادت ہے۔ پس اب یہ بعید نہیں ہوگا کہ اتنا طویل عرصہ درخت باقی رہا اور اس کے نیچے صرف انبیاء کرام ہی تشریف فرما ہوئے اور یہ واضح ہے، تو اس کو سمجھ لے۔

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر.....

مِسْرَہ کہتا تھا کہ جب دوپہر کے وقت گرمی شدید ہوتی تو دو فرشتے آسمان سے اترتے، میں انہیں آپ ﷺ پر سایہ کرتے دیکھتا تھا۔

جب آپ ﷺ اپنے اس سفر سے لوٹے تو حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر پچیس سال دو ماہ دس دن تھی۔ (۱) اس کے علاوہ بھی روایت ہے۔

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال ہوئی آپ نے تعمیر کعبہ میں شرکت فرمائی اور حجر اسود اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا۔ (۲)

گلدستہ صفحہ کا حاشیہ.....

میں کہتا ہوں کہ جسے شیخ عز الدین نے ابھی ذکر کیا انہوں نے وہ ابو سعید سے نقل کیا ہے اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو واحدی کی "انسبَابُ النُّزُول" میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ شام کی طرف سفر پر گئے۔ پس انہوں نے بیرہ کے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ نبی کریم ﷺ اس درخت کے سایہ تلے جلوہ افروز ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دین کے بارے میں سوال کرنے لگے۔ راہب نے آپ سے پوچھا کہ اس درخت کے سایہ تلے وہ تشریف فرما شخص کون ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ راہب پکارا تھا: اللہ کی قسم! وہ نبی ہیں۔ کیونکہ اس درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہی جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

علماء نبات نے ذکر کیا ہے کہ زیتون کے درخت کی عمر کبھی تین ہزار سال یا اس کے قریب بھی ہوتی ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(۱) بیہقی نے "الدلائل" (۶۶/۲) پر، ابو نعیم نے "الدلائل" (۲۱۹/۱) پر اور ابن سعد نے "طبقات" (۱۳۰/۱) پر اس کی تخریج کی۔

(۲) بیہقی نے "الدلائل" (۶۲/۲) میں، اور ابن سعد نے "طبقات" (۱۴۵/۱) پر اس کی تخریج کی۔

آپ ﷺ کی بعثت:

جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال ایک دن ہوئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سب جہانوں کے لیے بشر (خوشخبری سنانے والا) اور نذیر (ڈرسانے والا) بنا کر بھیجا۔ رب العالمین کی طرف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: مَا أَنَا بِقَارِئٍ - میں نہیں پڑھتا۔ آپ ﷺ نے بتایا: پھر جبرائیل نے مجھے پکڑا اور طاقت بھر دبوچا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا: اقْرَأْ۔ آپ پڑھیے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: مَا أَنَا بِقَارِئٍ - میں نہیں پڑھتا۔ پھر مجھے تیسری مرتبہ کہا:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝﴾

[العلق ۹۶: ۵-۴-۳-۲-۱]

(اے محبوب) پڑھیئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ خون بستہ سے انسان کو بنایا۔ آپ پڑھیں اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے۔ جس نے قلم سے (لکھنا) سکھایا۔ انسان کو سکھایا جو (وہ) نہ جانتا تھا۔ (۱)

اور یہ نبوت کی ابتداء تھی۔ یہ واقعہ آٹھ ربیع الاول پیر کے دن پیش آیا۔

پھر گھائی میں اہل مکہ نے آپ ﷺ کا محاصرہ کیا۔ آپ اپنے اہل بیت کے ساتھ تین

سال سے کچھ عرصہ کم محصور رہے۔ (۲)

(۱) بخاری نے (۳) پر اور مسلم نے (۱۶۰) پر اس کا اخراج کیا۔

(۲) بیہقی نے "الدلائل" (۳۱۱/۲) پر، ابونعیم نے "الدلائل" (۳۶۶/۱) پر اور ابن سعد نے (۱۸۸/۱) پر اس کا اخراج کیا۔

اور جب آپ ﷺ محاصرہ سے باہر تشریف لائے تو اس وقت آپ کی عمر شریف انچاس سال

اس آزادی کے آٹھ ماہ اکیس دن کے بعد آپ کے چچا ابوطالب کا وصال ہو گیا اور ابوطالب کے وصال کے تین دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں۔ (۱)

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچاس سال تین ماہ کو پہنچی تو نَصِيبُن نامی شہر کے اہل بیت نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ (۲)

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک اکاون سال نو ماہ ہوئی آپ کو (معراج کے لئے) زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان سے بیت المقدس لے جایا گیا۔ پھر براق پیش کیا گیا جس پر سوار ہو کر آسمان کی طرف سفر کیا اور نمازیں فرض ہوئیں۔ (۳)

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک تیرن سال ہوئی آپ نے آٹھ ربیع الاول پیر کے دن مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پیر کے دن مدینہ منورہ میں جلوس افروز ہوئے

(۱) بیہقی نے "الدلائل" (۳۰۲/۲) پر اس کا اخراج کیا اور ابن سعد نے (۱۲۵/۱) پر روایت کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ابوطالب کے ایک ماہ پانچ دن بعد فوت ہوئیں۔ اس کے علاوہ بھی روایات ہیں (۲) بخاری نے (۳۸۶۰) پر، احمد نے (۴۵۸/۱) پر اور طبرانی نے "الکبیر" (۶۵/۱۰) پر اس کا اخراج کیا۔

نَصِيبُن: ترکیب میں سورہ شریٰ غازی عینتاب کی حدود پر دونوں کے درمیان ایک پرانا شہر ہے۔

(۳) بخاری نے (۳۸۸۷) پر اور مسلم نے (۱۶۴) پر اس کا اخراج کیا۔

نووی نے "شرح مسلم" (۲۱۱/۲) پر فرمایا: لفظ 'بیت المقدس' میں دو انتہائی مشہور لغتیں ہیں: ان میں پہلی یہ ہے، مُقَدَّس یعنی میم کے فتح، قاف ساکن اور دال مخففہ کے کسر کے ساتھ اور دوسری لغت یہ ہے مُقَدَّس یعنی میم پر ضم، قاف کے فتح اور دال مشدد ہے۔

پس وہاں دس سال قیام فرمایا اور وہیں وصال ہوا۔

ان بعض تاریخوں میں اہل نقل کے درمیان اختلاف ہے۔ ہم نے اپنی کتاب ”غُیُونُ الْأَثَر“ میں اس اختلاف کا کافی حصہ ذکر کر دیا ہے۔

آپ ﷺ کے غزوات (جنگیں)

اس مدت میں آپ ﷺ کے پچیس غزوات ہوئے ہیں اور ایک قول کے مطابق ستائیس ہیں۔ آپ نے ان میں سے سات غزوہ اُحُد، خُندَق، بَنِی قُرَیظہ، بَنِی مُصَلِّق، خَیْبَر، حُنَیْن اور طَائِف میں قتال کیا۔ (۱)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے وادی قُرَی، غَابہ اور بَنِی نَضِیْر میں بھی قتال کیا۔ (یعنی ان غزوات میں جنگ کی نوبت آئی)

آپ ﷺ کے بعوث، سرایا (فوجی دستے)

آپ ﷺ کے تقریباً پچاس دستے تھے۔ (سریہ وہ لشکر جس میں نبی مکرم ﷺ خود شامل نہ ہوتے تھے بلکہ کسی صحابی کے ماتحت روانہ فرماتے تھے۔)

آپ ﷺ کا حج مبارک

آپ ﷺ نے حج فرض ہونے کے بعد ایک بار حج فرمایا اور فرض ہونے سے پہلے دو مرتبہ۔ آپ حجۃ الوداع (آخری حج) کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے تو پہلے کنگھا کیا، پھر (۱) غزوہ خیبر و حنین میں نفع میں اختلاف ہے، پس ہم نے مجموع مخطوطات سے ان دونوں غزروں کو ثابت رکھا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں میں قتال فرمایا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ”الفتح“ (۲۸۱/۷) میں حضرت موسیٰ بن عقبہ ؓ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہفہ آٹھ غزوات میں قتال فرمایا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

اُمّ الدنّس پہنچ لکایا اور خوشبو استعمال فرمائی۔ آپ نے ذُو الْحُلَیْفَہ (۱) میں رات گزاری، اور اُمّ الدنّس سے رب تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہا کہ اس وادی میں نماز پڑھاؤ اور کہو: بِغُمْرَةٍ فِی حَجَّۃٍ، عمرہ حج میں ہے۔ (۲)

آپ ﷺ نے حج و عمرہ کا احرام باندھا اور اتوار کے دن صبح کے وقت گدّاء نامی پہاڑ کی جانب سے ثَبِیْہ عَلَیَا سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور طواف قدم ادا کیا۔ پس آپ نے تین بار آہستہ چل کر اور چار بار دوڑ کر رَمَلَ کیا۔ پھر صفا کی طرف نکلے اور سوار ہو کر سعی کی۔ پھر ان لوگوں کو حج فسخ کرنے اور عمرہ کو پورا کرنے کا حکم دیا جو اپنے ساتھ (ہدی) قربانی نہیں لائے تھے۔ پھر آپ نے کوہ حِجْوُن کی بلندی کی طرف قیام فرمایا۔

پس جب تَرَوِیَہ (آٹھ ذی الحجہ) کا دن آیا تو آپ ﷺ منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء ادا فرمائیں اور وہیں رات گزاری اور پھر صبح کی نماز ادا کی۔

جب سورج طلوع ہوا آپ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ نَمِرَہ (۳) میں آپ کیلئے ایک خیمہ قائم کر دیا گیا۔ سورج ڈھلنے تک آپ وہاں تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد (۱) ذُو الْحُلَیْفَہ: اسے آبار علی بھی کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ والوں کا میقات ہے۔ یہ مدینہ طیبہ سے نوکلومیٹر (چھ میل) کے فاصلے پر مکہ مکرمہ کے راستے پر جنوبی جانب میں ہے۔

(۲) امام بخاری نے اسے ”الصحيح البخاری“ (۱۵۴۶) پر روایت کیا۔

(۳) نَمِرَہ: ایک پہاڑ ہے جسے آپ مسجد عرفہ کے مغرب میں دیکھ سکتے ہیں اور مسجد عرفہ کو مسجد نمرہ کہا جاتا ہے۔ عرفہ، مسجد عرفہ اور نمرہ کے درمیان میل عرہ جدائی ڈالتا ہے اور یہ حرم کی حدود پر ہے۔ اور نمرہ عرفات سے نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے جیسا کہ اسے امام دمیری نے ”النجم الوہاج“ (۵۰۷/۳) پر نقل کیا۔ دور حاضر میں مسجد کے ساتھ بائیں سمتوں کا اضافہ کیا گیا ہے حدود عرفات میں داخل ہے۔

لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر ان کے ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں سے ظہر اور عصر ادا فرمائیں پھر مَوْقِف (جبلِ رحمت) کی طرف روانہ ہوئے اور سورج غروب ہونے تک دعا اور کلمہ طیبہ پڑھنے میں مصروف رہے۔ پھر غروبِ آفتاب کے بعد مُزْدَلِفَہ کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں رات گزاری اور صبح کی نماز ادا کی۔

پھر مَشْعُرُ الْحَرَام میں قیام فرمایا یہاں تک کہ صبح کی روشنی پھیل گئی۔

پھر طلوعِ آفتاب سے پہلے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور جَمْرَہ عَقَبَہ کو سات کنکریاں ماریں۔ ایامِ تشریق کے تین دنوں میں ہر دن تینوں جمروں کو پیدل سات سات کنکریاں مارتے تھے۔ اس جمرہ سے پہلے کرتے جو خیف سے متصل ہے، پھر جمرہ وسطیٰ پر، پھر جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارتے تھے۔ جمرہ اولیٰ اور جمرہ ثانیہ پر دعا کو لمبا فرماتے تھے۔

آپ نے منیٰ میں تشریف لانے پر قربانی ادا فرمائی۔ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے اور سات بار طواف کیا پھر سِقَايَہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے آبِ زمزم نوش فرمایا پھر منیٰ کی طرف لوٹ آئے۔

تیسرے دن کو چ فرمایا اور وادیِ مُحَصَّب (۱) میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ تَنْعِيم سے احرام باندھ کر عمرہ مکمل کریں۔ اس کے بعد آپ نے کوچ کا حکم ارشاد فرمایا۔

پھر طَوَافِ وَدَاع ادا کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ (۲)

(۱) الْمُحَصَّب: مکہ مکرمہ میں عمارتوں کی توسیع کی وجہ سے آج اس سے کوئی شے باقی نہیں بچی۔ اور یہ مسجد حرام کی طرف ثنیہ علیا کے نزدیک حجون کے درمیان ہے۔

(۲) امام مسلم نے پوری حدیث حجۃ الوداع حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی، (۱۲۱۸) اور امام بخاری نے (کتاب الحج) میں اس کا ایک ٹکڑا روایت کیا۔

بہر حال آپ ﷺ کے عمروں کی تعداد چار ہے اور چاروں ذی القعدہ میں ادا کئے۔

نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک

نبی مکرم شفیع معظم ﷺ میانہ قد تھے، دونوں شانوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا، رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ آپ کے بال کانوں کی لووں تک لمبے تھے۔ آپ کے سر اور داڑھی مبارک کے بیس بال ہی سفید تھے۔ بال چمکدار تھے۔ آپ کا رخ انور چودہویں رات کے ہاند کی طرح روشن تھا۔

جسم اطہر متناسب اور معتدل تھا۔ اگر خاموش ہوتے تو وقار کا غلبہ ہوتا اور گفتگو فرماتے تو تازگی اور لطافت کا رنگ جھلکتا تھا۔

آپ دور سے پیکر جمال دکھائی دیتے اور اگر کوئی قریب سے دیکھتا تو سب سے زیادہ حسن و شیرینی محسوس کرتا۔ آپ شیریں گفتار تھے، کشادہ پیشانی، بغیر ملے باریک ابرو، بلند ناک، ملائم اور نرم رخسار، کشادہ دہن، خوبصورت اور کشادہ دانتوں والے تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔

آپ کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے:

لَمْ أَرُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ . (۱)

(۱) ترمذی نے (۳۶۳۸) پر، بیہقی نے "شعب" (۱۴۱۵) پر، ابن ابی شیبہ نے (۴۴۵۰/۷) پر، ابن

سعد نے "طبقات" (۴۱۱/۱) پر اور خطیب نے اپنی "تاریخ" (۳۱/۱۱) پر اس کا اخراج کیا۔

الرَّبْعَةُ: درمیانہ قد، الْأَزْج: باریک ابرو، الْقَرْن: ملنا، أَقْنَى: قنا سے ہے، ناک کے درمیان حصہ کی بلندی الْعَرْنَيْن: ابروؤں کی طرف ناک کا اول حصہ جہاں خوبصورتی اور ہمواری کے ساتھ ناک کا ہانسہ اٹھا ہوتا ہے۔ سَهْلُ الْخَدَيْن: ملائم رخسار، ضَلْبُغُ الْفَم: کشادہ، عرب کے نزدیک یہ پسندیدہ صفات سے ہے کیونکہ یہ صفت فصاحت پر دلالت کرتی ہے۔ أَشْنَب: منہ کی سفیدی مُفْلَج: دانتوں میں کشادگی

میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا۔

نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی

نبی اکرم ﷺ اپنے اسماء گرامی کے متعلق فرماتے ہیں:

میں محمد اور احمد ہوں، میں (مَاحِجِی) مٹانے والا ہوں اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا اور میں حَاشِر ہوں لوگ میرے قدموں پر یعنی میرے پیچھے قیامت کے دن اکٹھے ہوں گے اور میں (عَاقِبِی) سب کے بعد آنے والا ہوں پس میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (۱)

ایک روایت میں ہے:

اور میں (مُقَفِّی) سب کے بعد آنے والا، توبہ والا اور رحمت والا نبی ہوں۔ (۲)

اور صحیح مسلم میں ہے: اور میں (نَبِیُّ الْمَلْحَمَةِ) جہاد والا نبی ہوں۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں آپ کا نام بشیر، نذیر، سراج منیر، رؤوف رحیم،

(۱) بخاری نے (۳۰۳۲) پر اور مسلم نے (۲۳۰۴) پر اس کا اخراج کیا ہے۔

(۲) مسلم نے (۲۳۰۵) پر، ابن حبان نے (۶۳۱۴) پر اور احمد نے (۳۹۰/۴) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) ہمیں صحیح مسلم میں یہ الفاظ نہیں ملے۔ بیشک یہ الفاظ مزمری نے "نحفة الاشرف" (۴۷۲/۶) پر

وارد کیے ہیں اور (الفصائل) میں ان کی نسبت مسلم کی طرف کی۔ یہ (۶۳۱۴) پر ابن حبان کے نزدیک

ہے۔ نبی الرحمة (رحمت والے نبی) اور نبی الملحمة یا ملاحم (جہاد والے نبی) دونوں صفتوں کا جمع

ہونا مشکل ہے۔

علامہ السلیحی نے "منتہی السؤل" (۱/۱۴۹) میں خطابی سے ایک خوبصورت کلام نقل

کیا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جنگ اور تلوار کے ساتھ مبعوث ہونا جوہ رحمت سے ہے کیونکہ اللہ

تعالیٰ کی سابقہ امتوں میں یہ عادت جاری تھی کہ جب انہوں نے انبیاء کرام کو جھٹلایا تو جلد ہی انہیں جڑ سے

اکھیر دینے والے عذاب کے ذریعے سزا دی گئی اور اس امت پر رحمت کی گئی اور اس طرح کے عذاب سے

انہیں جلد سزا نہیں دی گئی اور ان کے ساتھ جہاد کا حکم فرمایا تاکہ وہ کفر سے باز رہیں اور اس میں رحمت ظاہر ہے

رحمہ للعالمین، محمد، احمد، طہ، یس، مُزَمِّل اور مُدَثِّر رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے قول میں ایک نام "عبد" ہے،

﴿سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا.....﴾ [بنی اسرائیل ۱:۱۷]

اور اللہ سبحانہ کے قول میں ایک نام "عبد اللہ" ہے،

﴿وَ اِنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ.....﴾ [الحج ۱۹:۷۲]

اللہ جل ثناؤہ کے قول میں ایک نام "نذیرین" ہے،

﴿وَقُلْ اِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ﴾ [الحجر ۱۰:۸۹]

اللہ جل جلالہ کے قول میں ایک نام "مذکر" ہے،

﴿اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾ [الغاشیہ ۸۸:۲۱]

اور اس کے علاوہ بھی نام ذکر کئے گئے ہیں اور اکثر یہ نام، صفات ہیں۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کا پاکیزہ اخلاق

نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ (۲) آپ ﷺ کا خلق قرآن کریم تھا۔

(۱) کثیر علماء کرام نے ان مبارک ناموں کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس موضوع پر کام کرنے والوں میں علامہ

ابن دحیہ نے اپنی کتاب "المستوفی"، امام سیوطی نے اپنی کتاب "البہجة البہیة" اور حافظ خاوی نے اپنی

کتاب "القول البدیع" میں اسماء گرامی کو جمع کیا ہے۔ پھر علامہ بیہانی نے ان سب اسماء کو جمع کر کے اپنی کتاب

"الاسْمٰی فِیْمَا لِسَیْدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مِنَ الْاَسْمَاءِ" میں اس کا انصار کیا، پھر انہیں

"اَحْسَنُ الْوَسَائِلِ فِی نَظْمِ اَسْمَاءِ النَّبِیِّ الْکَامِلِ" میں نظم کیا، یہاں تک کہ انہوں نے ان ناموں کو

(824) کی تعداد تک پہنچایا۔

(۲) مسلم نے (۷۴۶) پر، بخاری نے "الادب المفرد" (۳۰۸) پر، احمد نے (۹۱/۶) پر اور بیہقی نے

"الشعب" (۱۴۲۸) پر اس کا اخراج کیا۔

آپ کا غضب اور رضامندی قرآن حکم کے مطابق ہوتی تھی۔ (۱)

اپنے نفس کے لیے کسی سے انتقام اور بدلہ نہ لیتے اور نہ کسی پر غضبناک ہوتے تھے۔ لیکن اگر حرمت اللہ (حقوق الہی) پامال کئے جاتے (۲) تو اللہ تعالیٰ کے لیے ناراض ہوتے۔ اگر آپ ﷺ کسی پر غضبناک ہوتے تو کوئی شخص آپ کے غصے کی تاب نہ لا سکتا تھا۔

آپ سب سے زیادہ بہادر، اور جود و سخا والے تھے۔ کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ کسی نے سوال کیا اور آپ نے اسے عطا نہ فرمایا۔ آپ کے گھر میں رات کے وقت کوئی دینار و درہم باقی نہ رہتا تھا۔ اگر کچھ بچ جاتا اور آپ کسی سستق کو نہ پاتے اور رات آ جاتی (۳) تو آپ گھر تشریف نہ لاتے یہاں تک کہ محتاج کو پہنچا دیتے۔ (۴)

آپ بیت المال سے اپنے اہل خانہ کے لیے صرف ایک سال کا خرچ لیتے وہ بھی کھجور اور جو جیسی ارزاں جنس۔ (۵) پھر بعض اوقات اپنے اہل بیت کی روزی سے بھی محتاج رہتے۔ کو عطا فرمادیتے جس کی وجہ سے سال ختم ہونے سے پہلے ہی خود ضرورت مند ہو جاتے۔

نبی کریم ﷺ بات کرنے میں تمام لوگوں سے زیادہ سچے، سب سے زیادہ ذمہ داری پوری کر نیوالے، عادات و خصائل میں سب سے بڑھ کر نرم، محبت میں بزرگ، (۶)

(۱) طبرانی نے "الاولیٰ وسط" (۷۲) میں اس کا اخراج کیا۔

(۲) بخاری نے (۶۰۳۳) پر اور مسلم نے (۲۳۰۷) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) نسخہ (ب) میں "وَجَاءَهُ اللَّيْلُ" کی بجائے "وَفَجَاءَهُ اللَّيْلُ" کے الفاظ ہیں۔

(۴) اس معنی میں ابوداؤد نے (۳۰۰۰) بیہقی نے (۸۰/۶) پر اخراج کیا ہے۔ ابن حبان نے (۶۳۰۶)

پر اور ترمذی نے (۲۳۶۲) پر اس کا اخراج کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی چیز کا ذخیرہ نہیں فرماتے تھے۔

(۵) بخاری نے (۲۱۰۴) پر اور مسلم نے (۱۷۵۷) پر اس کا اخراج کیا۔

(۶) حدیث ترمذی و نیزہ سے اس کی تخریج گذر گئی۔

احوالی بردبار، سب سے زیادہ شرم و حیا والے بلکہ باپردہ کنواری لڑکی سے زیادہ حیا والے تھے۔ (۱) گوشہ چشم سے نظر فرماتے اور آسمان کی طرف دیکھنے کی نسبت زمین پر زیادہ نظریں رکھتے تھے۔ (۲)

نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ متواضع تھے۔ آپ ہر ایک کی دعوت قبول فرماتے، مالدار ہوتا یا فقیر، آزاد ہوتا یا غلام۔ (۳)

سب ﷺ لوگوں سے زیادہ رحم و شفقت فرمانے والے تھے۔ بلی کے لیے پانی کا برتن میڑھا کر دیتے تاکہ وہ پانی پی لے اور اس پر شفقت فرماتے ہوئے اس وقت تک نہ اٹھاتے جب تک وہ سیر نہ ہو جاتی۔ (۴)

آپ ﷺ سب سے زیادہ عقیف یعنی پاکدامن تھے اور اپنے دوستوں کی سب سے زیادہ عزت و اکرام فرماتے۔ ان میں تشریف فرما ہوتے تو ان کی طرف اپنے پاؤں دراز نہ فرماتے۔ جب جگہ تنگ ہوتی تو (خود کو سکیڑ کر) ان پر کشادگی فرماتے۔ اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص سے اپنے گھٹنے آگے نہ کرتے۔ جو شخص آپ کو دور سے دیکھتا آپ کا رعب محسوس کرتا اور جو آپ کے پاس حاضر ہو کر صحبت اختیار کرتا وہ آپ سے محبت کرتا۔ (۵)

آپ ﷺ کے اصحاب و احباب آپ کے پاس جمع رہتے اور آپ کو گھیرے رہتے۔ (۱) بخاری نے (۳۰۶۲) پر اور مسلم نے (۲۳۲۰) پر اس کا اخراج کیا۔

(۲) طبرانی نے "الکبیر" (۱۰۶/۲۲) پر، بیہقی نے "الشعب" (۱۴۳۰) پر اور ابن سعد نے "طبقات" (۴۲۲/۱) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) ترمذی نے (۱۰۱۷) پر، ابن ماجہ نے (۴۱۷۸) پر اور ابن سعد نے (۳۷۰/۱) پر روایت کیا۔

(۴) دارقطنی نے (۶۶/۱) پر اور بیہقی نے (۲۴۶/۱) پر اس کا اخراج کیا۔

(۵) حدیث ترمذی کا مکرر ہے جس کی تخریج گذر گئی۔

اگر آپ کچھ ارشاد فرماتے تو آپ کی بات پوری توجہ سے سنتے اور اگر آپ ﷺ کسی بات کا حکم دیتے تو اسے پورا کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے۔ (۱)

آپ ﷺ ملاقات کے وقت سلام کرنے میں پہل کرتے۔ (۲)

اپنے صحابہ کرام سے ملاقات کے وقت زینت فرماتے، انہیں غیر حاضر پاتے تو ان کے بارے میں پوچھتے، اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کی عیادت فرماتے، جو غائب ہوتا یا سفر پر جاتا اس کے لیے دعا کرتے اور جو کوئی فوت ہو جاتا تو اس کے لیے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھتے، کسی کو پریشان پاتے تو اس کی دلجوئی کے لیے اس کے گھر تشریف لے جاتے۔ اپنے اصحاب کے باغوں میں تشریف لے جاتے اور ان کے ہاں ضیافت کا کھانا تناول فرماتے۔ اہل شرف کی دلجوئی اور اہل فضل و کمال کی عزت فرماتے تھے۔ کسی کے ساتھ بے رخی اور بدسلوکی نہ کرتے۔ معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے تھے۔ حق بات کہنے میں طاقتور اور کمزور آپ کے نزدیک برابر ہوتا تھا۔ (۳)

آپ ﷺ کسی کو اپنے پیچھے نہ چلنے دیتے اور فرماتے:

خَلُّوْا ظَهْرِيْ لِلْمَلَائِكَةِ۔ میری پشت فرشتوں کے لیے خالی چھوڑ دو۔ (۴)

(۱) حاکم نے (۹/۳) پر طبرانی نے "الکبیر" (۴۹/۴) پر اور ابن سعد نے (۲۳۱/۱) پر اس کا اخراج کیا ہے۔ سب نے حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

(۲) بیہقی نے "الشعب" (۱۴۳۰) پر، ابن ابی عاصم نے "الاحیاء والمیت" (۱۲۳۲) پر اور ابن قانع نے "معجم الصحابة" (۲۱۳۲) پر اس کا اخراج کیا ہے۔

(۳) طبرانی نے "الکبیر" (۱۵۷/۲۲) پر، بیہقی نے "الشعب" (۱۴۳۰) پر اور ابن سعد نے (۴۲۳/۱) پر اس کا اخراج کیا۔

(۴) احمد نے (۳۹۷/۳) پر اور دارمی نے (۴۶) پر اس کا اخراج کیا ہے۔

اپنے ساتھ کسی ساتھی کو پیدل نہ چلنے دیتے بلکہ اسے سوار کر لیتے تھے۔ اور اگر وہ ادباً اور کرتا تو فرماتے:

نَهَضْنِيْ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِي تُرِيدُ۔ اپنے مکان کی طرف مجھ سے آگے چلو۔

آپ ﷺ اپنے خادموں کی خدمت فرماتے تھے۔ آپ کے غلام اور باندیاں تھیں ان سے کھانے، پینے اور پہننے میں امتیاز نہ رکھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دس سال رہا۔ اللہ کی قسم! حضور میں میں نے آپ کی اتنی خدمت نہ کی جتنی آپ نے میری خدمت فرمائی۔ اور آپ نے مجھے کبھی اُف نہ فرمایا۔ میرے کسی کام پر یہ نہ فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اگر میں کوئی کام نہیں کیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا: تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ (۱)

آپ ﷺ ایک سفر میں تھے۔ آپ نے ایک بکری پکانے کا حکم فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے ذبح کرنا میرے ذمہ ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: اس کی کھال اتارنا میرے ذمہ ہے۔ ایک اور شخص نے کہا: پکانے کی ذمہ داری میری ہے۔ آپ نے فرمایا:

لَا یَاۤیُّا اِکْثٰی کرنا میرے ذمہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی بجائے یہ کام ہم خود کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں میری بجائے تم یہ کام کر سکتے ہو لیکن میں ناپسند سمجھتا ہوں کہ میں تم پر کوئی امتیازی شان رکھوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو ناپسند جانتا ہے کہ کوئی شخص اپنے اصحاب میں خود کو ممتاز سمجھے۔ (یہ بات فرما کر) تشریف لے گئے اور لکڑیاں اکٹھی کیں۔ (۲)

آپ ﷺ ایک سفر میں تھے۔ آپ نماز کے لیے ایک جگہ اونٹ سے اترے۔ پھر

(۱) بخاری نے (۲۷۶۸) پر اور مسلم نے (۲۳۰۹) پر اسے روایت کیا۔

(۲) دیکھیں: کشف الخفاء (۲۹۲/۱)

لوٹ آئے۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کہاں کا ارادہ فرمایا ہے؟ آپ ؐ فرمایا: میں اونٹ کے پاؤں باندھنے جا رہا ہوں۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی طرف سے ہم یہ کام کر دیتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی شخص لوگوں سے (خونخواہ) مدد نہ لے اگرچہ مسواک کا ایک ٹکڑا ہو۔

نبی کریم ؐ اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے اور جب کسی کو پاس تشریف لے جاتے تو جہاں جگہ پاتے جلوہ افروز ہو جاتے (کسی خاص اور نمایاں جگہ کی خواہش نہ فرماتے) اور دوسروں کو بھی اس بات کا حکم فرماتے۔ اپنے اصحاب میں ہر ایک کو اس کے مرتبہ کے موافق نوازتے تھے۔ آپ کا کوئی ہم نشین یہ نہ سمجھتا کہ آپ ؐ دوسرے کی اس سے زیادہ عزت و تکریم کر رہے ہیں۔ جب کوئی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو جب تک وہ جانے کے لیے خود نہ اٹھتا آپ اس کے پاس تشریف فرما رہتے۔ کسی ضرورت کے پیش نظر اس ساتھی سے اجازت لے کر تشریف لے جاتے۔ (۱)

آپ ؐ کسی کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کرتے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ (۲)

آپ ؐ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے بلکہ اسے معاف فرما دیتے اور درگزر فرماتے۔ (۳)

نبی کریم ؐ بیماروں کی تیمارداری کرتے، مسکینوں سے محبت کرتے، ان کے پاس بیٹھتے، ان کے جنازوں میں شرکت فرماتے، غربت کی وجہ سے کسی غریب کو حقیر نہ سمجھتے تھے اور (۱) طبرانی نے "الکبیر" (۱۵۸/۲۲) پر اور ابن سعد نے (۴۲۴/۱) پر اس کا اخراج کیا۔ (۲) ابن ابی الدنیاء نے "مکارم الاخلاق" (۸۲) پر اس کا اخراج کیا۔ (۳) بخاری نے (۴۸۳۸) پر، ابن حبان نے (۶۴۴۳) پر، ترمذی نے (۲۰۱۶) پر اور احمد نے (۱۷۴/۶) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

کسی بادشاہ کی بادشاہی کے باعث اس سے خوف زدہ ہوتے، نعمت کی قدر فرماتے تھے اگرچہ وہ نعمت ہوتی۔ نعمتوں میں سے کسی نعمت کی برائی نہ کرتے تھے۔ (۱)

آپ ؐ کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے، اگر خواہش اور رغبت ہوتی تو کھانا تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے تھے۔ (۲)

نبی کریم ؐ اپنے پڑوسیوں کی حفاظت فرماتے، اپنے مہمان کی عزت و تکریم کرتے۔ آپ ؐ سب لوگوں سے زیادہ تبسم فرماتے (یعنی سب سے زیادہ ہنس مکھ تھے) اور سب سے زیادہ حسین چہرے والے تھے۔ آپ کا کوئی وقت بھی عبادت الہی اور ضروری کاموں کے سوا بسر نہیں ہوتا تھا۔ جب بھی آپ کو دو کاموں کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ زیادہ آسان کام کو ہی چنا، لیکن اگر آسان صورت میں قطع رحمی کا اندیشہ محسوس کرتے تو آپ سب سے زیادہ بچنے والے ہوتے۔ (۳)

آپ ؐ اپنے نعلین پاک (پھننے کی صورت میں) خود سی لیتے اور اپنے کپڑے کو خود ہی پوند لگا لیتے۔ (۴)

آپ ؐ گھوڑے، خچر اور گدھے پر سواری فرماتے۔ اپنے پیچھے اپنے غلام یا اور کسی کو سوار فرما لیتے تھے۔ (۵)

(۱) طبرانی نے "الکبیر" (۱۵۶/۲۲) پر اور بیہقی نے "الشعب" (۱۴۳۰) پر اس کا اخراج کیا ہے۔ (۲) بخاری نے (۳۵۶۳) پر اور مسلم نے (۲۰۶۴) پر اس کا اخراج کیا۔ (۳) بخاری نے (۳۵۶۰) پر اور مسلم نے (۲۳۲۷) پر اس کا اخراج کیا۔ (۴) ابن حبان نے (۵۶۷۶) پر، بخاری نے "الادب المفرد" (۵۳۹) پر، احمد نے (۱۰۶/۶) پر اور عبد بن حمید نے (۱۴۸۲) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ (۵) حاکم نے (۱۱۶/۴) پر اس کا اخراج کیا۔

اپنے گھوڑے کے چہرے کو اپنی آستین یا اپنی چادر مبارک سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ (۱)

نبی کریم ﷺ نیک فالی کو پسند فرماتے اور (طَيَّرَهُ) بد فالی کو ناپسند فرماتے۔ (۲)
جب کسی پسندیدہ اور مرغوب چیز کو ملاحظہ فرماتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو پرورش فرمانے والا ہے سب جہانوں کا) فرماتے اور جب ناپسندیدہ چیز یا امر پیش آتا تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ۔ (۳) (ہر حال میں سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں) اور جب (کھانے سے فارغ ہونے پر) کھانا آ کر کے سامنے سے اٹھایا جاتا تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ اَوَانَا وَ جَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ . (۴)

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، پناہ دی اور ہمیں مسلمان بنایا۔

آپ ﷺ اکثر قبلہ رخ تشریف فرما ہوتے اور ذکر کی کثرت فرماتے، نماز لمبی اور (۱) امام مالک نے (۴۶۸/۲) پر اس کا اخراج کیا۔ اور حارث بن ابی اسامہ نے اسے روایت کیا۔ دیکھیں: "المطالب العالیۃ" (۲۸۴/۵)

(۲) ابن حبان نے (۶۱۲۱) پر، ابن ماجہ نے (۳۵۳۶) پر اور امام احمد نے (۳۳۲/۲) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَیْرُہُمْ

(۳) حاکم نے (۴۴۹/۱) پر، ابن ماجہ نے (۳۸۰۳) پر اور طبرانی نے "الاوسط" (۶۶۵۹) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَیْرُہُمْ

(۴) ابو داؤد نے (۳۸۴۶) پر، ترمذی نے (۳۳۹۶) پر، نسائی نے "الکبریٰ" (۱۰۰۴۷) پر اور ابن ماجہ نے (۳۲۸۳) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَیْرُہُمْ

مختصر فرماتے۔ (۱)

ایک مجلس میں سو سو بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے۔ (۲)

نبی کریم ﷺ نماز کی حالت میں ہوتے تو آہ وزاری اور رونے کے سبب آپ کے بدن مبارک سے ایسی آوازیں سنائی دیتیں جیسے دہنگی سے ابلتے اور جوش مارتے وقت آواز آتی ہے۔ (۳)

نبی کریم ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے، ہر مہینے میں تین روزے (جنہیں ایام بیض کہتے ہیں یعنی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کے روزے) (۴) اور عاشوراء (دسویں محرم) کا روزہ رکھتے تھے۔ (۵)

ایسا بہت کم ہوا ہے کہ آپ نے جمعہ کا روزہ نہ رکھا ہو۔ (۶)

(۱) ابن حبان نے (۶۴۲۳) پر، حاکم نے (۶۱۴/۲) پر، نسائی نے (۱۰۸/۳) پر، طبرانی نے (۲۸۷/۸) پر اور بیہقی نے "الشعب" (۸۱۱۴) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَیْرُہُمْ

(۲) مسلم نے (۲۷۰۲) پر، ابن حبان نے (۹۳۱) پر، ابو داؤد نے (۱۵۱۰) پر اور نسائی نے "الکبریٰ" (۱۰۲۰۳) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَیْرُہُمْ

(۳) ابن خزیمہ نے (۹۰۰) پر، ابن حبان نے (۶۶۵) پر، حاکم نے (۲۶۴/۱) پر، ابو داؤد نے (۹۰۰) پر اور نسائی نے (۱۳/۳) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَیْرُہُمْ

(۴) مسلم نے (۱۱۶۲) پر، ابن حبان نے (۳۶۴۱) پر، ابو داؤد نے (۲۴۴۲) پر، ترمذی نے (۷۴۲) پر اور نسائی نے (۲۰۳/۴) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَیْرُہُمْ

(۵) بخاری نے (۲۰۰۳) پر اور مسلم نے (۱۱۲۹) پر اس کا اخراج کیا۔

(۶) ترمذی نے (۷۴۲) پر اس کا اخراج کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، وَقَلَّ مَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے شروع میں تین دن روزہ رکھتے اور بہت کم جمعہ کے دن روزے کا ناغہ فرماتے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(رمضان المبارک کے علاوہ) سب مہینوں سے زیادہ شعبان المعظم میں روزے

رکھتے تھے۔ (۱)

آپ کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن آپ کا دل وحی کے انتظار میں بیدار رہتا تھا۔ (۲)

جب آپ آرام فرماتے تو سانس کی آواز تو سنائی دیتی لیکن خراٹے نہیں لیتے تھے۔ (۳)

جب آپ اپنی نیند میں کوئی بری اور ناپسندیدہ خواب دیکھتے تو (بیدار ہو کر) پڑھتے

هُوَ اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ . وہی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ (۴)

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ.....

اور بخاری نے (۱۹۸۴) پر اور مسلم نے (۱۱۴۳) پر اسے محمد بن عباد سے روایت کیا، کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ امام بخاری نے فرمایا: ابو عاصم (نبیل الضحاک بن مخلد) کے سوا شیوخ میں سے کسی دوسرے شیخ (یگی بن سعید القطان) نے اَنْ يَنْفَرِدَ بِصَوْمِهِ کے الفاظ زیادہ کیے ہیں۔ یعنی جمعہ کا تہار روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ حدیث ترمذی میں احتمال ہے کہ وہ مراد لیتے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن روزہ افطار کرنے کا ارادہ نہیں فرماتے تھے جب جمعہ ان دنوں میں واقع ہوتا جن دنوں آپ روزے رکھتے تھے اور یہ صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کے منافی نہیں ہے۔ یہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الفتح" (۲۳۴/۴) میں کہا ہے۔

(۱) بخاری نے (۱۹۶۹) پر اور مسلم نے (۱۱۵۶) پر اس کا اخراج کیا۔

(۲) بخاری نے (۱۱۴۷) پر اور مسلم نے (۷۳۸) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) بخاری نے (۶۹۸) پر اور مسلم نے (۷۶۳) پر اس کا اخراج کیا۔

(۴) نسائی نے "الکبری" (۱۰۴۱۸) پر، طبرانی نے "مسند الشامیین" (۴۲۴) اور ابن ابی حاتم

نے "العلل" (۲۰۸۹) پر اس کا اخراج کیا۔ سب نے (إِذَا رَأَىٰ فِيهِ مَنَامَهُ) کی بجائے (إِذَا رَأَىٰ

شَيْءًا..... قَالَ.....) کے الفاظ لکھے ہیں۔

جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا کرتے:

رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ . (۱)

اے میرے رب! تو مجھے اپنے عذاب سے محفوظ فرما جس دن تو اپنے بندوں کو زندہ

فرمائے گا۔

اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ . (۲)

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے (یعنی سونے) کے بعد

زندہ کیا (اٹھایا) اور اسی کی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا کھانا

نبی کریم ﷺ صدقہ کی چیز نہیں کھاتے تھے البتہ ہدیہ میں دی ہوئی چیز تناول فرمالیتے

تھے۔ (۳) اور اس کا اچھا بدلہ بھی دیتے تھے۔ (۴) اور کھانے میں تکلف نہیں فرماتے تھے۔

بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ مبارک پر پتھر باندھ لیتے تھے۔ (۵)

(۱) ابن حبان نے (۵۵۲۲) پر بخاری نے "الادب المفرد" (۱۲۱۵) پر، ابو داؤد نے (۵۰۰۶)

پر ترمذی نے (۳۳۹۸) پر اور نسائی نے "الکبری" (۱۰۵۲۰) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۲) بخاری نے (۶۳۱۲) پر، ابن حبان نے (۵۵۳۲) پر، ابو داؤد نے (۵۰۱۰) پر ابن ماجہ نے

(۳۸۸۰) پر اور احمد نے (۲۹۴/۴) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۳) بخاری نے (۲۵۷۶) پر اور مسلم نے (۱۰۷۷) پر اس کا اخراج کیا۔

(۴) بخاری نے (۲۵۸۵) پر، ابو داؤد نے (۳۵۳۰) پر، ترمذی نے (۱۹۵۳) پر اور احمد نے

(۹۰/۶) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۵) مسلم (۲۰۴۰)، ترمذی (۲۳۷۱) اور طبرانی "الکبیر" (۱۱۰/۲۵)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائیں (۱) تو آپ نے قبول نہ فرمائیں اور آخرت کو اختیار فرمایا۔ (۲)

آپ ﷺ نے سب کے ساتھ روٹی تناول فرمائی اور فرمایا:
يَعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ - (۳) سرکہ کتنا اچھا سالن ہے۔

آپ نے مرغی کا گوشت تناول فرمایا (۴)، آپ نے سرخاب کا گوشت بھی تناول فرمایا۔ (۵) نبی کریم ﷺ کدو (۶) اور بکری کی دسی پسند فرماتے تھے۔ (۷)
آپ ﷺ زیتون کا تیل کھاتے اور جسم اطہر پر ملتے تھے،

آپ نے فرمایا: كُلُوا الزَّيْتُ وَادْهِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ - (۸)
زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے بدن پر ملو کیونکہ یہ مبارک درخت ہے۔

(۱) بخاری نے (۱۳۴۴) پر اور مسلم نے (۵۲۳) پر اس کا اخراج کیا۔

(۲) حاکم نے (۵۵۰۳) اور احمد نے (۴۸۹/۳) پر اس کا اخراج کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۳) مسلم نے (۲۰۵۱) پر، ابو داؤد نے (۳۸۱۶) پر، ترمذی نے (۱۸۴۰) پر، نسائی نے "الکبریٰ" میں (۶۶۵۵) پر اور ابن ماجہ نے (۳۳۱۶) پر اس کا اخراج کیا ہے۔ وَغَيْرُهُمْ

(۴) بخاری نے (۵۵۱۷) پر، ترمذی نے (۱۸۲۷) پر اور احمد نے (۳۹۴/۴) پر اس کا اخراج کیا۔

(۵) ابن داؤد نے (۳۷۹۱) پر، ترمذی نے (۱۸۲۸) پر، بیہقی نے (۳۲۲/۹) پر اور طبرانی نے "الکبیر" (۸۱/۷) پر اس کا اخراج کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۶) بخاری نے (۲۰۹۲) پر اور مسلم نے (۲۰۴۱) پر اس کا اخراج کیا۔

الذَّبَاءُ: الْقَرْعُ: کدو

(۷) بخاری نے (۳۳۴۰) پر اور مسلم نے (۱۹۴) پر اس کا اخراج کیا۔

(۸) حاکم نے (۱۲۲/۴) پر، ترمذی (۹۶۲) پر، ابن ماجہ نے (۳۳۱۹) پر اور احمد نے (۴۹۷/۳) پر اس کا اخراج کیا۔

نبی کریم ﷺ اپنی تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور انہیں چاٹ لیتے تھے (۱)
آپ ﷺ نے جو کی روٹی خشک کھجور کے ساتھ، (۲) خربوزہ تر کھجور کے ساتھ، (۳)

گلابی تر کھجور کے ساتھ (۴) اور خشک کھجور کھن کے ساتھ تناول فرمائی۔ (۵)

آپ حلوی (میٹھی چیز) اور شہد بہت پسند فرماتے تھے۔ (۶) آپ بیٹھ کر پانی نوش فرماتے اور بعض اوقات کھڑے ہو کر پیا ہے۔ (۷) پانی نوش فرماتے وقت (تین سانس لیتے اور ہر بار برتن منہ مبارک سے ہٹا لیتے تھے۔ (۸)

جب پانی یا دودھ عنایت فرماتے تو اپنی دائیں طرف سے ابتداء فرماتے۔ (۹)
آپ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ کھانا عطا فرمائے تو وہ کہے:

(۱) دارمی نے (۲۰۷۶) پر اور طبرانی نے "الاوسط" میں (۱۶۷۰) پر اسے روایت کیا۔

(۲) ابو داؤد نے (۳۲۵۴) پر اور بیہقی نے (۶۳/۱۰) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) ابن حبان نے (۵۲۴۶) پر، ابو داؤد نے (۳۸۳۲) پر، ترمذی نے (۱۸۴۳) پر اور نسائی نے "الکبریٰ" میں (۶۶۸۷) پر اس کا اخراج کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۴) بخاری نے (۵۴۴۰) پر اور مسلم نے (۲۰۴۳) پر اس کا اخراج کیا۔

(۵) ابو داؤد نے (۳۸۳۱) پر، ابن ماجہ نے (۳۳۳۴) پر، بیہقی نے "الشعب" میں (۶۰۰۱) پر اور

طبرانی نے "مسند الشامیین" میں (۵۷۶) پر اس کا اخراج کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۶) بخاری نے (۵۲۶۸) پر اور مسلم نے (۱۴۷۴) پر اسے روایت کیا۔

(۷) ترمذی نے (۱۸۸۳) پر، نسائی نے (۲۱۹/۳) پر، بیہقی نے (۲۹۵/۲) پر اور احمد نے

(۱۷۴/۲) پر اس کا اخراج کیا۔ سب نے "قَائِنًا وَقَاعِدًا" کے الفاظ زیادہ کیے ہیں۔

(۸) بخاری نے (۵۶۳۱) پر اور مسلم نے (۲۰۲۸) پر اس کا اخراج کیا۔

مُيْنًا لِلْإِنَاءِ: برتن کو اپنے منہ مبارک سے ہٹا لیتے۔

(۹) بخاری نے (۲۳۵۱) پر اور مسلم نے (۲۴۳۳) پر اسے روایت کیا۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ اطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ .

اے اللہ! تو اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر عطا فرما۔

اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ عطا فرمائے تو وہ کہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ زِدْنَا مِنْهُ .

اے اللہ! تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہمیں اس سے زیادہ عطا فرما۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ ہی ایسی غذا ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے قائم

مقام ہو سکتی ہے۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک

نبی کریم ﷺ صوف (اونی کپڑا) پہنتے تھے، بیوند والے نعلین پہن لیتے (۲) اور پہننے

میں تکلف نہیں فرماتے تھے۔

لباس میں یمنی چادروں کا کرتہ آپ کو بہت پسند تھا (۳) جس میں سرخی اور سفیدی

ہوتی تھی۔

کپڑوں میں قمیص زیادہ محبوب تھی۔ (۴)

جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا اَلْبَسْتَنِيْهِ ، اَسْأَلُكَ خَيْرَهُ ، وَ خَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ

وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ ، وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ . (۱)

اے اللہ! سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں تو نے مجھے یہ لباس پہنایا، میں تجھ سے

اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر

اور جس کے لیے بنایا گیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

سبز رنگ کے کپڑے آپ ﷺ بہت پسند کرتے تھے۔ (۲)

اور کبھی کبھی آپ ﷺ ایک چادر پہنتے، آپ کے پاس سوا اس چادر کے اور کوئی چادر

نہیں تھی، اس کی دو طرفیں اپنے دونوں کندھوں کے درمیان باندھ لیتے۔ (۳)

آپ ﷺ جمعہ کے دن ایک سرخ چادر اوڑھتے تھے، (۴) اور عمامہ باندھتے۔ (۵)

آپ چاندی کی ایک انگوٹھی پہنتے تھے جس پر نقش تھا، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۶)

(۱) حاکم نے (۱۹۲/۴) پر، ابوداؤد نے (۴۰۱۶) پر، ترمذی نے (۱۷۶۷) پر اور احمد نے (۳۰/۳)

پراس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۲) بیہقی نے "الشعب" میں (۶۳۲۸) پر اور طبرانی نے "الاوسط" میں (۵۷۲۷) پر روایت کیا۔

(۳) بخاری نے (۳۵۴) پر اور مسلم نے (۵۱۷) پر اس کا اخراج کیا۔

(۴) بیہقی نے (۲۴۷/۳) پر، ابن سعد نے (۴۵۱/۱) پر اس کا اخراج کیا۔ حافظ نے اس کی نسبت

"تلخیص الحبیر" (۸۱/۲) میں ابن خزیمہ کی طرف کی۔

میں نے مطبوع کتاب میں اسے نہیں پایا کیونکہ کتاب کا پانچواں حصہ طبع ہوا ہے اور باقی ابھی

تک مفقود ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(۵) بیہقی نے (۲۸۰/۳) پر اور ابن سعد نے (۴۵۱/۱) پر اس کا اخراج کیا ہے۔

(۶) بخاری نے (۶۵) پر اور مسلم نے (۲۰۹۲) پر اس کا اخراج کیا۔

(۱) ابوداؤد نے (۳۷۲۳) پر، ترمذی نے (۳۴۵۵) پر، نسائی نے "الکبریٰ" میں (۱۰۰۴۵) پر،

ابن ماجہ نے (۳۳۲۲) پر اور احمد نے (۲۲۵/۱) پر اسے روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۲) حاکم نے (۳۲۶/۴) پر اور ابن ماجہ نے (۳۳۴۸) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) بخاری نے (۵۸۱۲) پر اور مسلم نے (۲۰۷۹) پر اس کا اخراج کیا۔

(۴) حاکم نے (۱۹۲/۴) پر، ابوداؤد نے (۴۰۲۱) پر، ترمذی نے (۱۷۶۲) پر، نسائی نے "الکبریٰ"

میں (۹۵۸۹) پر اور ابن ماجہ نے (۳۵۷۵) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

آپ ﷺ دائیں ہاتھ کی چھنگلیا (سب سے چھوٹی انگلی) میں پہنتے تھے (۱) اور کبھی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں۔ (۲)

نبی کریم ﷺ خوشبو کو پسند فرماتے تھے۔ (۳)

بدبو کو ناپسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَعَلَ لَدُنِّي فِي النِّسَاءِ وَالطِّيبِ ، وَجَعَلَ قُرَّةَ

عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ۔ (۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) میری لذت عورتوں (یعنی ازواج مطہرات)

اور خوشبو میں رکھی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی ہے۔

نبی کریم ﷺ غالبہ خوشبو کو استعمال فرماتے تھے۔ (۵)

اور خالص مشک بھی استعمال فرماتے تھے۔ (۶)

(۱) ابو داؤد نے (۴۲۲۳) پر، ترمذی نے (۱۷۴۲) پر، نسائی نے (۱۹۳/۸) پر اور ابن ماجہ نے (۳۶۴۷) پر اور ان کے علاوہ دوسروں نے اس کا اخراج کیا۔

(۲) ابو داؤد نے (۴۲۲۴) پر، نسائی نے (۱۹۳/۸) پر اور بیہقی نے (۱۴۲/۴) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) حاکم نے (۱۶۰/۲) پر، نسائی نے (۶۱/۷) پر، بیہقی نے (۷۸/۷) پر، احمد نے (۱۲۸/۳) پر اور طبرانی نے "الوسط" میں (۵۷۶۸) پر اور دوسروں نے بھی اس کا اخراج کیا۔

(۴) حاکم نے (۱۶۰/۲) پر، نسائی نے (۶۱/۷) پر، بیہقی نے (۷۸/۷) پر اور احمد نے (۱۲۸/۳) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۵) دارقطنی نے (۲۳۲/۲) پر، بیہقی نے (۳۵/۵) پر، طحاوی نے "شرح معانی الآثار" میں

(۱۳۰/۲) پر اور ابن ابی حاتم نے "العلل" میں (۲۸۴/۱) پر اس کا اخراج کیا۔

الْغَالِيَةِ : خوشبو کی ایک قسم جو مشک، عنبر، عود اور تیل سے مرکب ہوتی ہے۔

(۶) نسائی (۱۵۰/۸)، بخاری "التاریخ" (۸۸/۲) اور ابن سعد (۳۹۹/۱)

عود اور کافور کی دھونی لیا کرتے تھے۔ (۱)

الْجَمْدُ سرمہ لگاتے تھے۔ (۲) کبھی سرمہ دائیں آنکھ میں تین سلاخیاں اور بائیں آنکھ

میں دو سلاخیاں لگاتے تھے۔ (۳)

آپ ﷺ روزے کی حالت میں بھی سرمہ لگاتے تھے۔ (۴)

اپنے سر اور داڑھی مبارک میں اکثر تیل لگاتے تھے۔ (۵) تیل کے استعمال میں

ایک دن کا ناغہ بھی فرماتے تھے۔ اور سرمہ طاق عدد میں لگاتے تھے۔ (۶)

نبی کریم ﷺ کنگھا کرنے، نعلین پہننے، وضو کرنے اور تمام دوسرے کاموں میں

دائیں جانب سے ابتداء کو پسند فرماتے تھے۔ (۷)

آپ ﷺ آئینہ بھی دیکھتے تھے۔ (۸)

(۱) مسلم نے (۲۲۵۴) پر، ابن حبان نے (۵۴۶۳) پر، نسائی نے (۱۵۶/۸) پر اور بیہقی نے (۲۴۴/۳) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۲) حاکم نے (۴۰۸/۴) پر، ترمذی نے (۱۷۵۷) پر، ابن ماجہ نے (۳۴۹۶) پر، احمد نے (۳۵۴/۱) پر اور ابویعلیٰ نے (۲۶۹۴) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۳) دیکھیں: "مسند احمد" (۳۵۴/۱)

(۴) ابو داؤد نے (۲۳۷۰) پر، ابن ماجہ نے (۱۶۷۸) پر، ابویعلیٰ نے (۴۷۹۲) پر اور طبرانی نے

"الصغیر" میں (۲۴۶/۱) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۵) ابن سعد نے (۴۸۴/۱) پر اور ابن معین نے "التاریخ" میں (۳۴/۳) پر اس کا اخراج کیا۔

(۶) احمد نے (۱۵۶/۴) پر اور طحاوی نے "شرح معانی الآثار" میں (۳۲۱/۴) پر اس کا اخراج کیا۔

(۷) بخاری نے (۱۶۸) پر اور مسلم نے (۲۶۸) پر اس کا اخراج کیا۔

(۸) ابویعلیٰ نے (۲۶۱۱) پر، طبرانی نے "الکبیر" میں (۳۱۴/۱۰) پر اور بیہقی نے "الشعب"

میں (۱۱۱/۴) پر اس کا اخراج کیا۔

سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تیل کی شیشی، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھا، پینچی، مسواک، (۱) سوئی اور دھاگا ہوتا تھا۔

آپ ﷺ سونے سے پہلے اور بیدار ہو کر تین بار مسواک کرتے۔ (۲) تہجد کے وقت (۳) اور صبح فجر کی نماز کے لیے مسواک فرماتے تھے۔ (۴)

آپ ﷺ کچھ بھی لگوا یا کرتے تھے۔ (۵)

نبی کریم ﷺ کی خوش طبعی

نبی کریم ﷺ مزاح (خوش طبعی) فرماتے لیکن صرف حق بات ہی فرماتے۔ (۶)

آپ کے پاس ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے سواری کے لیے ایک اونٹ عطا فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ وہ عورت کہنے لگی: وہ مجھے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھے گا۔ (یعنی اونٹنی کا بچہ مجھے کیسے اٹھا سکتا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو تجھے اونٹنی کے بچے پر ہی سوار کروں گا۔ اس عورت نے پھر

(۱) طبرانی نے "الوسط" میں (۵۲۳۸) پر، ابن عدی نے "الکامل" میں (۳۱۶/۱) پر اور عقیلی نے "الضعفاء" میں (۱۱۵/۱) پر اس کا اخراج کیا۔

ضرور دیکھیں: "علل ابن ابی حاتم" (۳۰۴/۲)

(۲) احمد نے (۴۱۷/۵) پر اور عبد بن حمید نے (۲۱۹) پر اور طبرانی نے "الکبیر" میں (۱۷۸/۴) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) مخطوطات میں "لِوُزْدِهِ" کی بجائے "لِوُزْدِهِ" کا لفظ ہے۔

(۴) ابن ابی شیبہ نے (۱۹۵/۱) پر اسے روایت کیا۔

(۵) بخاری نے (۲۲۸۰) پر اور مسلم نے (۱۵۷۷) پر اس کا اخراج کیا۔

(۶) ترمذی نے (۱۹۹۰) پر، بیہقی نے (۲۴۸/۱۰) پر اور احمد نے (۳۴۰/۲) پر اس کا اخراج کیا۔

ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا شوہر (یہ سن کر) وہ عورت واپس (اپنے شوہر کے پاس) گئی اور اس کی آنکھ کھول کر دیکھنے لگی۔ شوہر نے پوچھا: تجھے کیا ہوا (کہ تو میری آنکھ اس طرح دیکھ رہی ہے؟) عورت نے جواب دیا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ تیری آنکھوں میں سفیدی ہے۔ تو شوہر نے کہا: تیرا ذہن کہاں چلا گیا کوئی ایسا بھی ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی نہ ہو؟ (۲)

ایک اور عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمادے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فلاں کی ماں! بے شک جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی۔

وہ عورت روتی ہوئی واپس چلی گئی تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: اسے جا کر خبر دو کہ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی بے شک اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے:

(۱) ابن سعد نے اسے (۲۲۴/۸) پر روایت کیا۔ اور ذکر کیا کہ وہ عورت ام ایمن تھیں۔ ابو داؤد نے (۴۹۹۸) پر، ترمذی نے (۱۹۹۱) پر اور بیہقی نے (۲۴۸/۱۰) پر ذکر کیا کہ: (أَنَّ رَجُلًا.....)

(۲) قاضی عیاض نے اسے "الشفاء" (ص ۷۲۸) پر بغیر سند کے ذکر کیا۔ ابن اثیر نے اسے "جامع الاصول" میں (۵۵/۱۱) پر حدیث انس رضی اللہ عنہ سے وارد کیا۔ رزین نے اپنی کتاب "تحرید الصحاح" میں اسے زیادات سے بنایا۔ اور عراقی نے "تخریج احادیث الاحیاء" میں (۱۲۹/۳) پر کہا: زبیر بن اکابر نے کتاب "الفکاهة والمزاح" میں اس کا اخراج کیا۔ اور اسے ابن ابی الدنیا نے اختلاف کے ساتھ عبیدہ بن سہم الغمری کی حدیث سے روایت کیا۔

﴿إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنِشَاءً ۖ فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا ۖ غُرُبًا أَتْرَابًا ۖ لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ﴾
[الواقعة ۵۶: ۳۸-۳۷-۳۶-۳۵] (۱)

بیشک ہم نے ان عورتوں کو خاص پیدائش پر بنایا۔ تو ہم نے انہیں باکرہ (کنواری) بنایا۔ اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی (آپس میں) ہم عمر (بیویاں)۔ دائیں طرف والوں (نیک بخت لوگوں) کے لیے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے آقا ﷺ کو اخلاق حسنہ کے ساتھ خاص اور مزین فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن

(۱) نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ آپ بنت خویلد ہیں ان کا پہلے ذکر گزر چکا ہے۔

(۲) پھر آپ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زُملہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لُوی رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ وہ آپ کے زوجیت میں بڑی عمر کو پہنچیں۔ جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی (۲) اور کہا: میرے لیے مرد میں کوئی حاجت نہیں رہی میں تو چاہتی ہوں کہ میں آپ کی ازواج میں اٹھائی جاؤں، رضی اللہ عنہا۔

(۳) پھر حضرت عائشہ بنت ابی بکر عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تميم بن مرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال یا (۱) ترمذی نے "الشمال" میں (۲۴۰) پر، طبرانی نے "الاوسط" میں (۵۵۴۱) پر اور ہنادی "الزهد" میں (۲۴) پر اس کا اخراج کیا۔

(۲) بخاری نے (۵۲۱۲) پر اور مسلم نے (۱۴۶۳) پر اس کا اخراج کیا۔

۱۱ سال پہلے آپ سے نکاح فرمایا۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ یا سات سال تھی۔ جب عمر نو سال تھی تو مدینہ منورہ میں ان کی رخصتی ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ آپ کا انتقال ۵۸ھ میں ہوا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ الزامات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سوائے آپ کے کسی کنواری دوشیزہ سے نکاح نہیں فرمایا۔ آپ کی کنیت ام عبد اللہ ہے، رضی اللہ عنہا۔

(۴) پھر حضرت حفصہ بن عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قُسط بن زُراح بن عدی بن کعب ہیں۔ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو طلاق دے دی تھی۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حفصہ سے رجوع کر لیں کیونکہ وہ بہت روزہ دار اور نماز ادا کرنے والی ہیں، (۱) رضی اللہ عنہا ایک روایت میں ہے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خصوصی تعلق کی بنا پر رجوع فرمائیں۔ (۲)

(۵) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حوٰب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ نکاح کے وقت آپ حبشہ میں قیام پذیر تھیں۔ ان کا مہر چار سو دینار، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجاشی نے ادا کیا۔ ان کے نکاح کے متولی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے ۴۴ھ میں وصال فرمایا، رضی اللہ عنہا۔

(۱) حاکم نے (۱۵/۴) پر، بزار نے (۱۴۰۱) پر، طبرانی نے "الکبیر" میں (۳۶۵/۱۸) پر، ابن ابی عاصم نے "الاحاد والمثنیٰ" میں (۳۰۵۲) پر، ابونعیم نے "الحلیہ" میں (۵۰/۲) پر اور ان کے علاوہ دوسروں نے اسے روایت کیا۔

(۲) طبرانی "الکبیر" (۱۸۸/۲۳)، ابن ابی عاصم "الاحاد والمثنیٰ" (۳۰۵۱)

(6) رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُمّ سَلَمَہ ہند بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ ان کا انتقال ۶۲ھ میں ہوا۔ آپ سب ازواج مطہرات سے آخر میں فوت ہوئیں۔ اور کہا گیا ہے کہ سب سے آخر میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، رضی اللہ عنہا۔

(7) رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بن جحش بن رثاب بن یعمور بن صبرہ بن مہرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن نجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ مدینہ منورہ میں ۲۰ھ میں وصال فرمایا۔ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے آپ ہی کا انتقال ہوا۔ سب سے پہلے آپ کے جنازہ پر نغش (لکڑیوں کو جوڑ کر بنایا گیا گہوارہ) رکھا گیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(8) نبی کریم ﷺ نے حضرت جُویسرہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائد بن مالک بن مُصطَلِق رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ غزوہ بنی مُصطَلِق میں قید ہوئی تھیں۔ پس حضرت ثابت بن قیس شَماَس کے حصے میں آئیں۔ حضرت ثابت نے ان سے مکاتبت کر لی (یعنی اتنی رقم دے کر آزاد ہو جاؤ) وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تاکہ آپ سے اپنی کتابت کے سلسلے میں مدد لیں۔ حضرت جویرہ قبول صورت تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا اس سے بہتر کام نہ کروں کہ تیرا مال کتابت ادا کر دوں اور تجھ سے نکاح کر لوں؟ (۱) انہوں نے قبول کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال کتابت ادا کر کے ان سے نکاح فرمایا۔ انہوں نے ۵۶ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہا۔

(9) نبی کریم ﷺ نے حضرت صَفِیہ بنت خُصَی بن اَخْطَب [بن سَعْنَه بن

(۱) ابن حبان نے (۴۰۵۴) پر، حاکم نے (۲۶/۴) پر، ابوداؤد نے (۳۹۲۷) پر، بیہقی نے (۷۴/۹) پر اور احمد نے (۲۷۷/۶) پر روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

لُحَلَبَہ بن عُیَیْد [بن کعب بن خَزَرَج نَضِیْرِیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ حضرت ہارون الرشید کی اولاد سے تھیں۔ غزوہ خیبر سے قید ہوئیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد فرمایا اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر بنایا۔ (۱) ۵۰ھ میں انتقال ہوا، رضی اللہ عنہا۔

(10) نبی اکرم ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث بن حزم بن بُجَیْر بن ہرم بن رُوَیْہ بن [عبد اللہ] (۲) بن ہلال بن عامر رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خالہ تھیں۔ یہ سب سے آخری زوجہ ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح فرمایا۔ ۵۰ھ میں اور ایک روایت کے مطابق ۶۶ھ میں انتقال ہوا۔ پس اگر یہ بات ثابت ہو تو ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں آپ ہی وفات پانے والی ہوں گی، رضی اللہ عنہا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا تمام ازواج مطہرات کا انتقال رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ہوا۔

(11) نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت خُزَیْمَہ اُمّ الْمَسَاكِين رضی اللہ عنہا سے ہجرت کے تیسرے سال نکاح فرمایا۔ آپ نبی کریم ﷺ کے پاس دو یا تین ماہ سے زیادہ نہ رہیں اور انتقال فرما گئیں، رضی اللہ عنہا۔

رسول اللہ ﷺ نے مزید یہ نکاح فرمائے لیکن ان خواتین سے زفاف کی نوبت نہیں آئی، (یعنی منگنی ہوئی تھی یا نکاح تو ہوا لیکن رخصتی نہ ہو سکی)

(1) رسول کریم نے حضرت فاطمہ بنت ضَعَاک سے نکاح کیا۔ جب آیت

تَنْخِیْرُ نَازِل ہوئی (تمام ازواج کو اختیار دیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہیں یا دنیا کو

(۱) بخاری نے (۴۲۰۰) پر اور مسلم نے (۱۳۶۵) پر اس کا اخراج کیا۔

(۲) مخطوطات میں ”عبد مناف“ ہے جو کہ غلط ہے، ”الاصابة“ اور ”الاستیعاب“ سے تصحیح کر دی گئی۔

اختیار کریں) تو انہوں نے دنیا کو چن لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں طلاق دے دی۔ طلاق کے بعد اونٹ کی میٹگنیاں چنتی تھیں اور کہا کرتی تھیں: میں بد بخت ہوں کہ میں نے دنیا کو اختیار کر لیا۔ (۱)

(2) حضرت وحیہ بکلی کی بہن اساف رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ (۲)

(3) ایک نکاح حضرت خولہ بنت ھذیل سے کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ بنت حکیم ہیں۔ یہ وہی خاتون ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا، (۳)

(۱) آیات تحریر یہ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۖ وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الاحزاب ۲۹: ۲۸]

اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرمادیں اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مالی فائدہ دوں اور حسن سلوک کے ساتھ تمہیں چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت والے گھر کا ارادہ رکھتی ہو تو بیشک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے۔ علامہ اشعر نے "شرح البہجۃ" میں (۳۸۶/۱) پر فرمایا: یہ (واقعہ) منکر ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کی کسی ایک بیوی نے بھی علیحدگی اختیار نہیں کی۔ اس واقعہ کے بطلان پر وہ عبارت دلالت کرتی ہے جسے بغوی وغیرہ نے مفسرین سے ذکر کیا کہ: نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت وہی ازواج مطہرات تھیں جو آیت تَخْيِيرِ کے نزول کے دن موجود تھیں۔

دیکھیں: "الاصابة" (۳۷۱/۴) حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسے اسناد کے ساتھ ذکر کیا۔

"المستدرک" (۳۵/۴)، "طبقات ابن سعد" (۱۴۲/۸)، "تفسیر بغوی" (۵۲۵/۳)

(۲) مشہور ہے کہ ان کا نام "شراف" ہے جیسا کہ مصنف نے "عیون الاثر" (۳۸۸/۲) میں ذکر کیا۔

(۳) دیکھیں: "طبقات ابن سعد" (۱۵۸/۸)

ایک روایت کے مطابق بغیر مہر کے اپنے آپ کو سپرد کرنے والی حضرت اُمّ ھرک ہیں، رضی اللہ عنہا۔ (۱)

(4) نبی کریم ﷺ نے حضرت اسماء بنت کعب جو نئیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

(5) آپ نے عمرہ بنت یزید [بن جؤن الکلابیہ] رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا

لیکن وہی سے پہلے ہی طلاق دے دی۔ (۲)

(6) نبی کریم ﷺ نے قبیلہ غفار کی ایک عورت سے نکاح فرمایا۔ جب آپ نے اس

کے بدن پر سفید داغ دیکھا تو اسے اس کے اہل کے پاس بھیج دیا۔ (۳)

(7) رسول اللہ ﷺ نے ایک تَمِیمِیہ عورت سے نکاح فرمایا۔ جب آپ اس کے

پاس تشریف لے گئے تو اس عورت نے کہا: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ۔ میں آپ سے اللہ کی پناہ

مانگتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سے پناہ لینے والے سے منع فرما

دیا، تو اپنے اہل کے ساتھ مل جا۔ (۴)

(۱) دیکھیں: "طبقات ابن سعد" (۱۵۴/۸)، حاکم (۳۵/۴) کے نزدیک یہ ہے: کہ نبی کریم ﷺ

نے بنی نجار سے ام شریک انصاریہ سے نکاح کیا اور فرمایا: بیشک میں انصار میں شادی کرنا پسند کرتا ہوں، پھر

فرمایا: میں ان کی غیرت کو ناپسند کرتا ہوں۔ پس آپ نے ان کے ساتھ شب زفاف نہیں گزاری۔

(۲) دیکھیں: "سنن البیہقی الکبریٰ" (۷۳/۷)

(۳) حاکم نے (۳۴/۴) پر بیہقی نے (۲۵۶/۷) پر اس کا اخراج کیا۔

اور دیکھیں: "تلخیص الحبیر" (۱۳۹/۳)

(۴) حدیث المنعوزۃ کا اخراج، بخاری نے (۵۲۵۴) پر، ابن حبان نے (۴۲۶۶) پر، نسائی نے

(۱۵۰/۶) پر اور ابن ماجہ نے (۲۰۵۰) پر کیا ہے۔ ان کے نام میں بہت اختلاف ہے،

حافظ عسقلانی نے "الفتح" میں (۳۵۷/۹) پر ترجیح دی کہ اس عورت کا نام (اُمِّمَةُ بِنْتُ

النُّعْمَانِ بْنِ شَرَّاحِيل) ہے۔ اور "الصحيح" میں "الْجَوْنِيَّةُ" نام کی صراحت ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(8) عَالِيَه بنت ظَبْيَان نامی ایک خاتون سے شادی کی۔ جب آپ ﷺ اس کے

پاس تشریف لے گئے تو اسے طلاق دے دی۔ (۱)

(9) بِنْتُ الصَّلْت نامی عورت سے نکاح فرمایا لیکن رخصی سے پہلے ان کا انتقال ہو

گیا۔ (۲)

(10) مُلَيْكَةُ اللَّيْثِيَّة نامی عورت سے نکاح فرمایا۔ جب اس کے پاس تشریف

لے گئے اور اسے فرمایا: هَبِي لِي نَفْسَكَ۔ اپنا نفس میرے سپرد کر۔ تو وہ عورت بولی: کیا

کوئی رئیسہ اپنا نفس کسی بازاری شخص کو دے سکتی ہے؟ (الْعِيَاذُ بِاللَّهِ) پس رسول اللہ ﷺ نے

اسے طلاق دے دی۔ (۳)

(11) نبی کریم ﷺ نے ایک عورت سے منگنی کی۔ اس کے باپ نے کہا: اس کے جسم

پر سفید داغ ہے۔ حالانکہ اسے اس قسم کی کوئی بیماری نہیں تھی۔ لہذا نبی کریم ﷺ اس کے پاس

سے واپس لوٹ آئے تب اس کے جسم پر سفید داغ نمودار ہو گئے۔ (۴)

(۱) دیکھیں: "حاکم" (۳۴/۴) اور "ابن سعد" (۱۴۳/۸)

(۲) ان کے نام میں اختلاف ہے۔ حافظ عسقلانی نے "الاصابة" میں (۳۲۸/۴) پر ترجیح دی کہ ان کا

نام "سنا بنت اسماء بن الصلت" ہے۔ اور دیکھیں: "طبقات ابن سعد" (۱۴۹/۸)

(۳) اسے ابن سعد نے (۱۴۸/۸) پر واقدی سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا اور اسے "متعوذہ" پناہ مانگنے والی بتایا۔

(۴) وہ "جُمُرہ بنت الحارث بن عوف المَرِي الغطفاني" ہے۔

اور دیکھیں: "تاریخ الطبری" (۱۶۹/۳)، "سیرۃ ابن ہشام" (۶۴۶/۴)، "اسد

الغابة" (۳۴۲/۱)، "الاصابة" (۲۵۲/۴)، "تفسیر القرطبی" (۱۶۹/۱۴)، "سبل الہدی

والرشاد" (۱۵۶/۱۲)

(12) ایک عورت سے منگنی کی۔ اس کے باپ نے اپنی بیٹی کی تعریف کرتے ہوئے

کہا: سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ یہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: مَا لِهَذِهِ

عند اللہ مِنْ خَيْرٍ۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی بھلائی نہیں، اور اسے چھوڑ دیا۔ (۱)

سوائے حضرت صفیہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نبی کریم ﷺ کی ازواج

مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے ہر ایک کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ (۲)

نبی کریم ﷺ کی اولاد پاک

نبی کریم ﷺ کی اولاد میں ایک بیٹے حضرت قاسم ﷺ ہیں جن کے نام سے آپ ﷺ

کی کنیت "ابوالقاسم" ہے۔

دوسرے بیٹے حضرت عبد اللہ ﷺ ہیں ان کے دو لقب طیب و طاہر تھے۔ یہ بھی کہا

گیا ہے کہ حضرت عبد اللہ ﷺ کا لقب طیب ہے اور طاہر نام کے بیٹے اور ہیں۔

آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ نبی کریم ﷺ کے صاحبزادوں کا انتقال اسلام سے پہلے ہو گیا (۳)

لیکن چاروں شہزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لائیں۔ نبی کریم ﷺ کی ساری اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھی۔ (۴)

(۱) الرِّجْلُ بن حبیب نے اپنی "مسند" (ص ۵۳۳) پر اس کا اخراج کیا۔

(۲) دیکھیں: "مصنف عبد الرزاق" (۱۰۴۰۷)

(۳) اس قول میں نظر ہے، بیشک حضرت قاسم ﷺ نے اسلام کا زمانہ پایا۔ مغلطائی نے "الاشارة" (ص ۹۴) پر

کہا: اور "مسند الفریابی" میں وہ روایت ہے جو دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے اسلام کے زمانے میں وفات

پائی۔ حافظ نے "الاصابة" میں (۲۵۴/۳) پر حضرت قاسم ﷺ کا ترجمہ کرتے ہوئے اس چیز میں وسعت دیتے

ہوئے اسے متعدد طرق سے ثابت کیا۔ وَاللَّهِ اَعْلَمُ

(۱) مغلطوات میں "مُكَلِّمُهُمْ" کی بجائے "مُكَلِّمُهُنَّ" ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ایک صاحبزادے حضرت مسدیرہ رضی اللہ عنہا کے لطن مبارک سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے جن کا نام حضرت ابراہیم ﷺ ہے۔ وہ ستر دن بعد فوت ہو گئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی عمر اسی ماہ تھی اور ایک روایت کے مطابق اٹھارہ ماہ تھی۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کی ساری اولاد کا انتقال آپ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔ (۲)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیع بن عبد شمس ﷺ کے ساتھ ہوا تھا جن سے علی نام کا ایک صاحبزادہ پیدا ہوا لیکن وہ بچپن میں فوت ہو گیا۔ ایک صاحبزادی اُمّ سلمہ پیدا ہوئیں۔ جن سے (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد) حضرت علی ﷺ نے نکاح فرمایا۔ حضرت علی ﷺ کے وصال کے بعد ان کا نکاح حضرت مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب ﷺ سے ہوا۔ ان سے یحییٰ نام کا ایک صاحبزادہ پیدا ہوا۔ (۳)

(۱) مصنف نے "عیون الانر" میں (۳۶۷/۲) پر فرمایا: کہ ان کی عمر سولہ ماہ ہوئی۔ ایک روایت میں کن اور وفات اس کے علاوہ ہے۔ نووی نے (تہذیب الاسماء واللغات) (۲۶/۱) پر کہا: وہ سترہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے۔ واللہ اعلم

(۲) اس امر میں آنے والی یہ اصح روایت ہے۔ "صحیح مسلم" (۵۴/۱۷۵۹) میں اس کی تخریج کی گئی ہے، اور دیکھیں: "شرح مسلم للنووی" (۷۷/۱۲)

(۳) ان کا قول (خَلَّفَ عَلَيْهَا) یہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اس قول کی طرف اشارہ کرتا ہے جو انہوں نے وفات کے وقت حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے خدشہ ہے کہ میری وفات کے بعد حضرت معاویہ ﷺ تمہیں منگنی کا پیغام بھیجیں گے۔ اگر تم نکاح کرنا ضروری سمجھو تو میں آپ کے لئے مغیرہ بن نوفل کو شوہر کی حیثیت سے پسند کرتا ہوں۔ پس جب حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوئی تو حضرت معاویہ ﷺ نے مروان کو لکھا اور حکم دیا کہ تم میری طرف سے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی طرف منگنی کا پیغام بھیجو۔

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر.....

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی ﷺ سے ہوا۔ آپ کے لطن اقدس سے حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت محسن تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔ حضرت محسن تو بچپن میں وصال فرما گئے، رضی اللہ عنہم۔ تین صاحبزادیاں حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا بالغ ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبد اللہ بن جعفر ﷺ سے ہوا۔ ان کا ایک صاحبزادہ علی نام کا پیدا ہوا۔ حضرت زینب اپنے شوہر کی زندگی میں وفات پا گئیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر فاروق ﷺ نے نکاح فرمایا ان سے زید نامی ایک صاحبزادے پیدا ہوئے۔ حضرت عمر فاروق ﷺ کے وصال کے بعد ان کا نکاح حضرت عون بن جعفر ﷺ سے ہوا۔ (ان کے وصال کے بعد) ان کے بھائی حضرت محمد ﷺ سے اور (ان کے وصال کے بعد) ان کا نکاح ان کے بھائی حضرت عبد اللہ ﷺ سے ہوا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان ﷺ سے ہوا۔ اور عبد اللہ نامی ایک صاحبزادے پیدا ہوئے۔ آپ اس دن انتقال فرما گئیں جس دن حضرت زید بن حارثہ ﷺ جنگ بدر کے فتح ہونے کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ آئے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ.....

حضرت امامہ رضی اللہ عنہا نے حضرت مغیرہ ﷺ کو لکھا کہ حضرت معاویہ ﷺ نے مجھے منگنی کا پیغام بھیجا ہے اگر آپ شادی کا ارادہ رکھتے ہیں تو پیغام بھیجیں۔ پس حضرت مغیرہ ﷺ نے حضرت حسن ﷺ کی طرف حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ منگنی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے حضرت مغیرہ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ دیکھیں: "اسد الغابہ" (۴۰۰/۵)، "العقد الثمین" (۱۸۱/۸)، "الاصابة" (۲۳۱/۴)

(۱) دیکھیں: "التبيين في انساب القرشيين" (ص ۸۸ اور اس کے بعد کا حصہ)

وصال کے بعد حضرت عثمان غنی ؓ نے ان کی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ان کا انتقال حضرت عثمان غنی ؓ کی زندگی میں شعبان نو ہجری میں ہوا۔ حضرت عثمان ؓ کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا عتیبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عتیبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں۔

نبی کریم ﷺ کے چچاؤں کا ذکر

نبی کریم کے گیارہ چچا تھے:

(1) حارث (2) قُثم (3) زُبَیر (4) حضرت حمزہ ؓ (5) حضرت عباس ؓ (6) ابوطالب، ان کا نام عَبْد مَنَاف ہے (7) ابولہب، ان کا نام عَبْد الْعُزَّى ہے (8) عَبْد الْكُغْبَہ (9) حَجَل، ان کا نام مُغِيرَہ ہے، (10) ضَرَار اور (11) غَيْدَاق۔ (3)

(1) الزُّبَیر: جہور کے نزدیک زاء کے ضم اور باء کے فتح کے ساتھ ہے۔ ابن المغربی نے "الانساب بعلم الانساب" (ص ۱۰۱) پر، زاء کے فتح اور باء کے کسر کے ساتھ (الزُّبَیر) کہا ہے جیسا کہ احمد بن یحییٰ البلاذری کے قول میں ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(2) ان کا لقب (الْمَقُومُ) یا (الْمَقُومُ) ہے۔ کسی نے ان کو دو افراد قرار دیا ہے۔

(3) اَلْغَيْدَاق: غین کے فتح کے ساتھ، جو دو سٹا کی وجہ سے انہیں یہ لقب دیا گیا۔ اور ان کا نام مصعب ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ان کا نام نوفل ہے، اور ایک قول کے مطابق وہ حجل ہیں۔ ابن قدامہ نے "النبیین" (ص ۹۶) پر کہا: جس نے عبدالمطلب کی اولاد دس بیٹے بتائے ہیں اس نے عبدالکعبہ کو ساقط کر دیا اور کہا: وہ المقوم ہیں۔ اور الغیداق اور حجل کو ایک شمار کیا۔

دیکھیں: "سیرۃ ابن ہشام" (۱۰۹/۱)، "المعارف" (ص ۱۱۸) اور "الصرح

الممرّد" (ص ۱۴۳)

بہر حال حَجَل: پس انہیں علامہ سامخرمہ نے "قلادة النحر" (خ ۳۱/۱) پر حاء مہملہ کے پھر جیم مفتوحہ کے ساتھ ضبط کیا ہے۔ اور ابن ناصر الدین نے "توضیح المشتبه" (۲۳۳/۲).....

نبی کریم ﷺ کی چھ پھوپھیاں تھیں:

(1) حضرت صَفِیّہ رضی اللہ عنہا (2) عاتکہ (3) اَرْوٰی

(4) اُمَیْمَہ (5) بَرّہ (6) اور اُمّ حَکِیم بَیضاء

ان میں حضرت حمزہ، حضرت عباس اور حضرت صفیہ ایمان لائے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

نبی کریم ﷺ کے غلاموں اور باندیوں کا ذکر

(1) زید بن حارثہ، انہیں نبی کریم ﷺ نے آزاد فرما دیا۔

(2) ان کے بیٹے اُسامہ بن زید۔ (۱) (3) ثَوْبَان بن بُجْدُذ۔ (۲)

(4) اَبُو کَبْشَہ سُلَیْم (۳) غزوہ بدر میں شرکت کی اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں

آزاد فرما دیا۔

..... پر اور النوی نے "تہذیب الاسماء واللغات" (۲۷/۱) پر اس کے برعکس ضبط کیا ہے۔ سید الکاف نے "الصرح الممرّد" (ص ۱۴۳) میں کہا: بہر حال حَجَل حاء مہملہ ساکنہ پر جیم مفتوحہ کی تقدیم کے ساتھ ہے۔ ایک روایت میں جیم ساکنہ پر حاء مہملہ مفتوحہ کی تقدیم کے ساتھ حَجَل ہے۔ ان دونوں حالتوں میں دوسرا حرف ساکن ہے، متحرک نہیں ہے۔

دیکھیں: "توضیح المشتبه" (۲۳۳/۲)، "تبصیر المتنبہ" (۲۴۴/۱)، "القاموس

المحیط" اور "تاج العروس" (مادہ: حَجَل)

(۱) یہ دونوں بہت مشہور ہیں حالات لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) یہ اصل میں یمن کے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے پاس قید ہو کر آئے تو آپ نے ان پر احسان فرمایا۔

دیکھیں: "المستدرک" (۴۸۰/۳)، "تاریخ الطبری" (۱۶۹/۳)، "الاصابة" (۲۰۵/۱)

(۳) ایک روایت میں سلمہ اور ایک روایت میں اوس ہے۔ اور جے مصنف نے ثابت رکھا ہے وہ خلیفہ بن

شیاط کا قول ہے جو ان کی کتاب "طبقات" (ص ۳۶) پر ہے۔ اور دیکھیں: "الاصابة" (۱۶۴/۴)

جس دن حضرت عمرؓ خلیفہ بنے اس دن انتقال کیا۔

(5) أَنَسُہ۔ (۱) نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا۔

(6) شُقْرَان، ان کا نام صالح ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے

والد ماجد سے وراثت میں پایا۔ اور ایک روایت کے مطابق آپ نے انہیں حضرت عبدالرحمن

بن عَوْفؓ سے خرید لیا تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا۔ (۲)

(7) رَبَاح نُؤْبِی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا۔ (۳)

(8) یَسَار نُؤْبِی۔ عُرَیْثُون نے انہیں قتل کر دیا تھا۔ (۴)

(9) ابورافع اسلم۔ حضرت عباسؓ نے انہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں

پیش کیا۔ جب انہوں نے حضرت عباسؓ کے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری نبی کریم ﷺ کو سنائی تو آپ نے انہیں آزاد فرمادیا۔ اور ان کی شادی اپنی باندی سَلْمٰی کے ساتھ کر دی۔

(۱) آپ مولدی السراة سے تعلق رکھتے ہیں جو مکہ اور یمن کے درمیان ایک جگہ ہے۔ ابو مسروح کثیت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے اور ایک قول میں ہے کہ بدر میں شہید ہوئے۔ اور راجح، پہلا قول ہے۔

دیکھیں: "الاصابة" (۸۷/۱)

(۲) ان کا نام صالح بن عدی ہے۔ بدر وغیرہ میں شرکت کی۔ نبی کریم ﷺ کے دفن کے وقت حاضر تھے۔

دیکھیں: "طبقات ابن سعد" (۴۹/۳)، "الاصابة" (۱۵۰/۲)

(۳) حافظ عسقلانی نے "الاصابة" (۴۹۰/۱) پر فرمایا: نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لیے آپ سے اجازت لی جاتی تھی، پھر یسار کے قتل کے بعد ان کی جگہ انہیں مقرر کر دیا گیا، وہ نبی کریم ﷺ کی اونٹنیوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

(۴) حدیث العربین کا اخراج بخاری نے (۳۸۷۱) پر اور مسلم نے (۳۱۶۳) اس میں ان کے نام کی تصریح نہیں ہے۔ ابن سعد نے (۹۳/۲) پر اس کی صراحت کی۔ دیکھیں: "الاصابة" (۶۲۸/۳)

ان سے عبید اللہ نامی بیٹے پیدا ہوئے جو حضرت علیؓ کے کاتب بنے۔ (۱)

(10) اَبُو [مُوْبِهَہ] (۲) نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا۔

(11) فَضَالُہ۔ شام میں فوت ہوئے۔ (۳)

(12) سعید بن عاص کے مولیٰ رافع جنہیں آپ ﷺ نے آزاد فرمادیا۔ (۴)

(13) مِذْعَم، انہیں رِفَاعَةُ الْجَذَامِی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا

تھا۔ آپ وادی قُرَیٰ میں قتل ہوئے۔ (۵)

(14) بَكْرُ بَكْرَہ نُؤْبِی۔ هُوْذَہ بن علی نے انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطور

(۱) ابورافع کے نام کے بارے میں اور بھی کہا گیا ہے جسے حافظ نے "الاصابة" (۶۸/۴) میں ذکر کیا وہ

اس نام ہیں اور ابراہیم نام کو مقدم کیا اور یہی قول یحییٰ بن معین کا ہے۔ اعداد بعد کے غزوات میں شرکت

کی۔ دیکھیں: "طبقات ابن سعد" (۷۳/۴)

(۲) مخطوطات میں [موهبة] ہے اور وہ مُوْلَدِی مَزِينَة سے ہیں۔ غزوہ المریسج میں شرکت کی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی رسی پکڑ کر آگے چلنے والوں میں آپ بھی تھے۔

نبی کریم ﷺ کی اپنی مرض الموت میں اہل بقیع کے لئے استغفار کرنے میں ان کی حدیث

ہے۔ یہ امام احمد کے نزدیک ہے، (۴۸۹/۳)

اور دیکھیں: "الاصابة" (۱۸۸/۴)

(۳) اہل یمن سے ہیں۔ دیکھیں: "طبقات ابن سعد" (۴۹۸/۱)، "الاصابة" (۲۰۲/۳)

(۴) ان کی کثیت ہے: اَبُو النَّهْی، ابن الکھی نے کہا: لوگ اس میں غلطی کرتے ہوئے کہتے ہیں: ابو

رافع، حالانکہ وہ رافع ہیں۔ دیکھیں: "الاصابة" (۴۸۸/۱)

(۵) ان کی کثیت ابوسلام ہے۔ ان کے قتل کی حدیث اور نبی کریم ﷺ کا اس کھیل کی خبر دینا جو انہوں نے مال

قیمت کی تقسیم سے پہلے لیا تھا وہ بخاری کے نزدیک ہے، (۴۲۳۴)، مسلم (۱۱۵)

دیکھیں: "الاصابة" (۳۷۴/۳)

ہدیہ پیش کیا اور آپ ﷺ نے اسے آزاد فرمادیا۔ (۱)

(15) زید (۲) بلال بن [یسار] کے دادا۔ (۳)

(16) عُبَيْد۔ (۴)

(17) طَهْمَان۔ (۵)

(18) مَأْبُور قِنْطِيّ۔ مُقَوْقِس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا۔ (۶)

(19) وَقِذُّ اور أَبُو وَقِذِّ۔ (۷)

(۱) دونوں کاف زبر اور زیر کے ساتھ۔ نبی کریم ﷺ کا سامان چڑھانے اتارنے پر مقرر تھا۔ ان کے چرانے کا ذکر امام بخاری نے (۳۰۷۴) پر کیا۔ اور دیکھیں: "الاصابة" (۲۷۷/۳)

(۲) وہ ابْنُ بَوْلَاء، أَبُو يَسَار ہیں۔ ان سے ایک حدیث ابو داؤد نے (۱۵۱۲) پر اور ترمذی نے (۳۵۷۷) پر ذکر کی ہے۔ دیکھیں: "الاصابة" (۵۴۳/۱)

(۳) مخطوطات میں (يَسَار) کی بجائے (نَسَاف) ہے۔ مراجع سے صحیح (يَسَار) ہی ثابت ہے۔

(۴) وہ (ابن عبد الغفار) ہیں۔ اور ایک روایت کے مطابق (ابن عَبْدِ الْغَافِر) اور ایک روایت کے مطابق (عبد الله بن عَبْدِ الْغَافِر) ہیں۔

تیسرے نام کے ساتھ ان کا ترجمہ حافظ عسقلانی نے "الاصابة" (۳۲۹/۲) پر کیا ہے۔

(۵) کہا گیا ہے کہ ان کا نام (ذکوان) ہے۔ اسی نام کے ساتھ ان کا ترجمہ حافظ عسقلانی نے "الاصابة" (۴۷۱/۱) پر کیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق (مہسران) ہے اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔ ان سے

ایک حدیث امام احمد نے (۴۱۲/۳) پر درج کی ہے۔

(۶) یہ حضرت ماریہ قبطیہ ام ابراہیم رضی اللہ عنہا کے قریبی تھے۔ ایک قول کے مطابق عم زاد بھائی تھے۔ دیکھیں: "طبقات ابن سعد" (۲۱۲/۸) "الاصابة" (۳۱۰/۳)

(۷) کہا گیا ہے کہ دونوں ایک ہی ہیں اور ان سے حدیث روایت کی گئی ہے۔ اسی پر "المواهب اللدنیہ" (۱۲۴/۲) پر قسطنطینی چلے ہیں۔ لیکن کتب صحابہ انہیں جدا بتاتی ہیں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ "الاصابة" (۵۹۲/۳) و (۲۱۲/۴)

(20) هِشَام۔ (۱)

(21) أَبُو ضَمْرَه۔ مال فئے سے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا۔ (۲)

(22) حُنَيْن۔ (۳)

(23) أَبُو عَشِيْب۔ ان کا نام أَحْمَر ہے۔ (۴)

(24) أَبُو عُبَيْد۔ (۵)

(25) سَفِيْنَه۔ (۶) یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے انہوں نے انہیں

(۱) ان کا نسب بیان نہیں کیا گیا۔ ان کی حدیث ابو داؤد نے (۲۰۴۲) پر اور نسائی نے (۱۶۹/۶) پر ذکر کی ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں نے بھی ابہام پر ہی ان کی حدیث درج کی ہے۔ اور ابن قانع کے نزدیک "معجم الصحابة" (۲۱۳۱) پر صراحت کے ساتھ ہے۔ دیکھیں: "الاصابة" (۵۷۴/۳)

(۲) ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک قول میں (سعد)، ایک قول میں (روح بن سندر) اور ایک روایت کے مطابق (روح بن شیر زاد) ہے۔ اور پہلا (سعد) صحیح ہے۔ جیسا کہ ابن الاثیر نے کہا اور اس کی نسبت بخاری اور حاتم کی طرف کی۔ اور دیکھیں: "اسد الغابۃ" (۲۳۲/۵)

(۳) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے غلام۔ آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔

دیکھیں: "الاصابة" (۳۶۱/۱)

(۴) دیکھیں: "طبقات ابن سعد" (۶۱/۷)، "الاصابة" (۱۳۳/۴)

(۵) حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الاصابة" (۱۳۱/۴) پر کہا: اسے حاکم نے ذکر کیا کہ ابواحمد ان لوگوں سے ہیں جن کا نام معروف نہیں ہے۔ اور دیکھیں: "طبقات ابن سعد" (۶۵/۷)

(۶) سفینہ: انہیں یہ لقب رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا۔ اقوال کثیرہ کی بنا پر ان کے نام میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الاصابة" (۵۶/۲) پر آپ کے نام میں اکیس قول تک گنتی پہنچائی ہے۔

آپ فارسی الاصل ہیں۔ جب آپ سے سوال کیا جاتا تب آپ اپنے نام کی صراحت کرتے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا ہے اور میں اس نام کے علاوہ کوئی اور نام نہیں چاہتا۔

اس شرط پر آزاد کر دیا کہ وہ پوری زندگی نبی کریم ﷺ کی خدمت کریں گے۔ انہوں نے عرض کیا: اگر آپ یہ شرط نہ بھی لگاتیں تب بھی میں نبی کریم ﷺ سے جدا نہ ہوتا۔ ان کا نام رَبَّاح تھا۔ ایک روایت کے مطابق مَهْرَان تھا۔

(26) أَبُو هِنْد - نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا۔ (۱)

(27) أَنْجَشَةُ الْحَادِي - (۲)

(28) أَبُو لُبَابَه - نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا۔ (۳)

أَصْحَابِ سِيرٍ نے اس سے زیادہ تعداد بتائی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۴)

باندیاں:

(1) سَلْمَى أُمُّ رَافِع - (۵)

(2) بَرْكَةُ - (۶) انہوں نے نبی کریم ﷺ کی پرورش فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ

(۱) رسول اللہ ﷺ کے حجام تھے۔ آپ بنی بیاضہ کے مولیٰ تھے پس انہوں نے اس کی ولاء رسول اللہ ﷺ کو بہہ کر دی۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام عبداللہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام (یسار) ہے اور اور ایک روایت میں (سالم) ہے۔ دیکھیں: "الاصابة" (۲۰۸/۴)

(۲) ان کی کنیت ابو ماریہ ہے۔ خوبصورت آواز والے حبشی تھے۔ دیکھیں: "الاصابة" (۸۰/۱)

(۳) ان کا نام زید بن عبدالمند رہے۔ بنی قریظہ سے تھے۔ انہیں نبی کریم ﷺ نے خریدا۔ وہ مکاتبت تھے پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا۔ دیکھیں: "الاصابة" (۱۶۸/۴)

(۴) مصنف نے یہاں جتنے نام شمار کئے ہیں حافظ مغلطائی نے "الاشارة" (ص: ۳۶۷-۳۸۰) پر ان سے زیادہ نام ذکر کئے ہیں۔ پس اسے دیکھیں۔

(۵) نبی کریم ﷺ کے مولیٰ ابو رافع کی بیوی تھیں۔ دیکھیں: "الاصابة" (۳۲۶/۴)

(۶) وہ بنت ثعلبہ بن عمرو ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت فرماتے اور ان کی تکریم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری ماں کے بعد ام ایمن میری ماں ہیں۔ دیکھیں: "الاصابة" (۴۱۵/۴)

الحی اپنے والد ماجد کی طرف سے وراثت میں پائی۔

(3) مَارِيَّة - (۱)

(4) رَيْحَانَةُ - بَنِي قُرَيْظَةَ سے قید ہوئیں۔ (۲)

(5) مَيْمُونَةُ بِنْتُ سَعْد - (۳)

(6) خَضْرَاء - (۴)

(7) رَضْوَى - رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (۵)

(صحیح تعداد اس سے زیادہ ہے۔ مترجم)

(۱) الْقُبَيْطَةُ ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ -

دیکھیں: "الاصابة" (۳۹۱/۴)

(۲) وہ بنت شمعون بن زید ہیں۔ بنی النضیر سے تعلق تھا، قیدیوں سے تھیں۔

ان کے متعلق اختلاف ہے کہ آپ ازواج مطہرات سے تھیں یا باندیوں سے تھیں۔

مصنف نے اس بات کو اختیار کیا کہ آپ باندیوں سے تھیں۔ جیسا کہ ابن عبدالبر نے

"الاستيعاب" (۳۰۲/۴) پر اور ابن الاثیر نے "اسد الغابة" (۴۶۰/۵) پر کہا۔

ابن سعد نے "الطبقات" میں ایسے آثار وارد کئے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ

ازواج مطہرات سے تھیں۔ پھر کہا: یہ اثر اہل علم کے نزدیک ہے اور میں نے اس شخص سے سنا جو روایت

کرتا ہے کہ وہ ان سے ملک یمن کے سبب وطی کرتا تھا۔ دیکھیں: "الاصابة" (۳۰۲/۴)

(۳) علماء کرام نے ان کے معاملے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں یا آپ کی

مولا؟ اور کیا وہ ایک ہیں یا دو؟ یہ خلاف ابن حجر "الاصابة" (۳۹۹/۴) پر پیش کیا اور ابو نعیم اور مزنی کی

اتباع میں اسے ترجیح دی کہ وہ ایک ہیں اور نبی کریم ﷺ کی خادمہ ہیں۔ وَاللَّهِ أَغْلَمُ

(۴) دیکھیں: "الاصابة" (۲۷۷/۴)

(۵) دیکھیں: "الاصابة" (۲۹۵/۴) اور "البدایة والنهاية" (۳۳۸/۵)

نبی کریم ﷺ کے آزاد خادم

نبی کریم ﷺ کے خادموں کی تعداد گیارہ ہے۔

- (1) حضرت انس بن مالک۔ حارثہ کی دو بیٹیاں (2) ہند اور (3) اسماء۔
- (4) حضرت زُبَیْعَہ بن کعب السلمی۔ (5) حضرت عبداللہ بن مسعود۔ (6) حضرت عُقْبَہ بن عامر۔ (7) حضرت بلال۔ (8) حضرت سعد، (9) حضرت [ذُو] مِخْمَر، نجاشی کے بھتیجے۔ (10) حضرت بکیر بن شدّاخ لُثُمی، (11) حضرت ابوذر غفاری، رضی اللہ تعالیٰ عنہم

نبی کریم ﷺ کے محافظ

حضرت سعد بن معاذؓ نے بدر کے دن حفاظت کی ذمہ داری نبھائی۔

حضرت ذکوان بن عبدقیسؓ اور محمد بن مسلمہؓ نے احد کے موقع پر حفاظت کی، حضرت زبیرؓ نے خندق کے دن حفاظت کی۔

حضرت عبّاد بن بشرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت ابویوبؓ نے خیبر کے دن حفاظت فرمائی۔

حضرت بلالؓ نے وادی فُرَی میں حفاظت فرمائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اور جب یہ آیت نازل ہوئی، [المائدہ ۵: ۶۷]

﴿.....وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط.....﴾ اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

تو آپ نے حفاظت و نگہبانی کا یہ انتظام و اہتمام ترک فرمادیا۔

(۱) انہیں ذُو مِخْمَرِ بَاءِ موحّدہ کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد اور قاصد کی حیثیت سے آئے اور آپ ﷺ کی خدمت کا شرف پایا۔ دیکھیں: "الاصابة" (۴۷۶/۱)

(۲) اور کہا جاتا ہے: بکرو، اور وہ بکیر بن شداد بن عامر بن الملوّح بن یعمر ہیں جن کا لقب شدّاخ ہے۔ دیکھیں: "الاصابة" (۱۶۷/۱)

بادشاہوں کی طرف بھیجے گئے ایلیچیوں اور قاصدوں کا ذکر

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہؓ کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا۔

یہاں کا نام اَصْحَمَہ ہے جس کا معنی ہے عطیہ۔ اس نے نبی کریم ﷺ کے نامہ مبارک کو اپنی آنکھوں پر رکھا، (ادباً) اپنے تخت سے نیچے اترا اور زمین پر بیٹھ گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ نجاشی بادشاہ نو ہجری میں نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی فوت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے غائبانہ ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ (۱)

حضرت وحیہ بن خلیفہ کلبیؓ کو روم کے بادشاہ قیصر کے پاس بھیجا جس کا نام ہِرَقْل ہے۔ دلائل سے اس کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی نبوت ثابت ہو گئی۔ اس نے اسلام لانے کا ارادہ کر لیا لیکن اہل روم نے اس کے ساتھ موافقت نہ کی (یعنی راضی نہ ہوئے) اسے خوف لاحق ہوا (کہ اگر میں اسلام لایا تو میری سلطنت میرے ہاتھ سے جاتی رہے گی) پس اس نے اسلام قبول نہ کیا۔ (۲)

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کو فارس کے بادشاہ کسری کے پاس بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے اس نے (گستاخی کرتے ہوئے) سرکارِ دو عالم ﷺ کا نامہ اقدس چاک کر دیا (پھاڑ دیا) نبی کریم ﷺ نے (اس کے خلاف دعائے ضرر کرتے ہوئے) فرمایا: مَزَّقَ اللّٰهُ مُلْكَهُ كُلَّ مُمَزَّقٍ۔ اللہ تعالیٰ اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کرے۔ (کچھ عرصہ کے بعد اسے قتل کر دیا گیا) (۳)

(۱) بخاری نے (۱۲۴۵) پر اور مسلم نے (۹۵۱) پر اس کا اخراج کیا۔

(۲) بخاری نے (۷) پر اور مسلم نے (۱۷۷۳) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) بخاری نے (۶۴) پر، نسائی نے "الکبری" (۵۸۲۹) بہیقی نے (۱۷۷/۹) اور احمد نے (۲۴۳/۱) پر اس کا اخراج کیا۔

حضرت حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَؓ کو مُقَوْقِس کے پاس بھیجا۔ وہ اسلام کے نزدیک آگیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں مَاصِرِیہ اور شِیسِرِیہ نامی دو باندیاں اور ایک ذُلْدُلْ نامی سفید نچر بطور ہدیہ ارسال کئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نے ایک ہزار دینار اور ریشم کے بیس کپڑے بھی بھیجے۔ (۱)

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو شاہانِ عُمان، جُلْسُنْدِی کے دو بیٹوں جَیْفَرُ اور عُبْدُ کے پاس بھیجا۔ پس دونوں مسلمان ہو گئے۔ اور دونوں نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو مکمل اجازت دی کہ وہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں اور ان کے معاملات کا فیصلہ فرمائیں۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے نبی کریم ﷺ کے وصال تک وہیں قیام فرمایا۔ (۲)

حضرت سَلِیْطُ بْنُ عَمْرٍو غَامِرِیؓ کو یمامہ کے حاکم هُوْذَةُ بْنُ عَلِی کے پاس بھیجا۔ اس نے ان کی عزت و تکریم کی اور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ جس چیز کی طرف مجھے بلا رہے ہیں وہ کس قدر حسین و جمیل ہے لیکن میں اپنی قوم کا خطیب و شاعر ہوں لہذا مجھے خلافت کے معاملے میں کچھ اختیار عنایت فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے انکار فرمادیا۔ پس هُوْذَةُ مسلمان نہ ہوا۔ (۳)

نبی کریم ﷺ نے شُجَاعُ بْنُ وَهْبِ اَسَدِی کو شام کے علاقے بَلْقَاء کے حاکم حَارِثُ بْنُ اَبِی شَمِرٍ غَسَّانِی کی طرف بھیجا۔ اس (بد بخت) نے آپ کے نامہ مقدس کو پھینک دیا اور کہا: میں (اپنی فوج لے کر آپ کے نبی کی طرف) روانہ ہوتا ہوں۔ لیکن شاہِ روم

(۱) دیکھیں: ”طبقات ابن سعد“ (۲۶۰/۱)، بیہقی ”الدلائل“ (۳۹۵/۴)

(۲) طبرانی نے ”الکبیر“ (۸/۲۰) پر اور ابن سعد نے ”طبقات“ (۲۶۲/۱) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) طبرانی نے ”الکبیر“ (۸/۲۰) پر، ابن ابی عاصم نے ”الاحاد والمثنائی“ (۶۲۰) پر اور ابن سعد

نے (۲۶۲/۱) پر اسے روایت کیا۔

اسے منع کر دیا۔ (۱)

حضرت مُہَاجِرُ بْنُ اَبِی اُمَیَّہ مَخْزُومِیؓ کو یمن میں حَارِثُ جَمِیْرِی کے پاس بھیجا۔ (۲)

حضرت عَلَاءُ بْنُ حَضْرَمِیؓ کو بَخْرِیْن کے بادشاہ مُنْذِرُ بْنُ سَاوِی کے پاس بھیجا پس انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (۳)

نبی کریم ﷺ نے یمن کی جانب حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ وہاں کے رعایا اور اُن کے بادشاہ بغیر جنگ کے مسلمان ہو گئے۔ (۴)

نبی کریم ﷺ کے (محرر) کاتب

جو اصحاب نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے وہ مندرجہ ذیل (۱۳) افراد ہیں:

حضرات خلفاء راشدین، عامر بن فُہَیْرَةُ، عبد اللہ بن ارقم، ابی بن کعب، ثابت بن قیس بن شَمَّاس، زید بن ثابت، معاویہ بن سفیان، شُرَحْبِیْلُ بْنُ حَسَنَہ رضی اللہ عنہم اجمعین (۵)

نبی کریم ﷺ کے شمشیر زن

حضرت علی، زبیر، محمد بن مُسَلَّمہ، عاصم بن ثابت بن اَبُو اَقْلَح اور مِقْدَادؓ نبی کریم ﷺ کے سامنے (کفار و مشرکین و منافقین کی) گردنیں اتارتے تھے۔

(۱) اسے ابن سعد نے (۲۶۱/۱) پر روایت کیا۔

(۲) دیکھیں: ”سیرۃ ابن ہشام“ (۴/۶۰۰)، ”الروض الانف“ (۵۱۷/۷) اور الکلاعی کی

”الاكتفاء“ (۳۷۸/۲)

(۳) دیکھیں: ”المعجم الکبیر“ (۹۴/۱۸) اور ”طبقات ابن سعد“ (۲۶۳/۱)

(۴) بخاری نے (۶۹۲۳) پر اور مسلم نے (۳۴۰۳) پر اس کا اخراج کیا۔

(۵) حافظ مغلطائی نے ”الاشارة“ (ص: ۴۰۲) پر کاتبوں کی تعداد بیالیس (۴۲) تک پہنچائی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے نجیب

رسول اللہ کے اصحاب سے مندرجہ ذیل (12) افراد نجیب ہیں:

حضرت ابو بکر، عمر، علی، حمزہ، جعفر، ابوذر، مقداد، سلمان، خدیفہ، ابن مسعود، عمار اور بلال۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (۱)

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین

وہ دس صحابہ کرام جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی مندرجہ ذیل افراد ہیں:

حضرات خلفاء راشدین، زبیر بن عوّام، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ، سعید بن زید اور ابو عبیدہ عامر بن جراح، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (۲)

نبی کریم ﷺ کی سواری کے جانور گھوڑے:

نبی کریم ﷺ کے پاس دس گھوڑے تھے۔ اس تعداد میں کمی بیشی کے اعتبار سے اختلاف بھی ہے۔ وہ دس گھوڑے یہ ہیں: (۳)

(۱) نُسَبَاء کی چودہ تک تعداد پر احادیث متفق ہیں لیکن ان کے ناموں میں اختلاف ہے پس احادیث میں ان کے علاوہ بھی نام آئے ہیں جیسے حسن، حسین، زُبَیْر، طلحہ، مُضْعَب بن عُمَیْر رضی اللہ عنہم۔ دیکھیں: "الترمذی" (۳۷۸۵) "مسند احمد" (۱۴۸/۱) "المعجم الکبیر" (۲۱۶-۲۱۵/۶)

(۲) اسے ابن حبان نے (۷۰۰۲) پر، ترمذی نے (۳۷۴۷) پر اور احمد نے "مسند" (۱۹۳/۱) پر روایت کیا۔ اور ان کے علاوہ دوسروں نے اس کا اخراج کیا۔

(۳) شامی صالحی نے "سبل الہدی والرشاد" (۶۴۱/۷) پر چھپیس (26) گھوڑوں کا ذکر کیا۔ ان میں سے سات پر اتفاق کیا گیا ہے انہیں حافظ عراقی نے اپنے اس قول کے ساتھ نقل کیا۔

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں.....

السَّكْب۔ نبی کریم ﷺ نے اُحُد کے دن اس پر سواری فرمائی۔ سفید پیشانی والا، تین ٹانگیں سفید تھیں جبکہ دائیں ٹانگ سفید نہیں بلکہ جسم کے ہم رنگ تھی۔

الْمُرْتَجَز۔ (اچھی آواز والا) یہ وہی گھوڑا ہے جس کے متعلق حضرت خُزَیمہ بن ثابتؓ نے نبی کریم ﷺ کے حق میں گواہی دی تھی۔ (۱)

لِزَاز۔ مُقَوِّس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا۔

اللَّحِيف۔ (۲) اسے حضرت رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي الْبَرَاءِؓ نے ہدیہ پیش کیا۔ (۳)

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ.....

خَيْلُ النَّبِيِّ عِدَّةٌ لَمْ تَخْتَلَفْ فِي السَّبْعِ الْأُولَى كُلِّهَا مَرْكُوبٌ
سَكْبٌ، لِزَازٌ، طَرَبٌ، مُرْتَجَزٌ
أَبْلَقٌ، ذُو الْعُقَالِ، بَحْرٌ، ضَرْسٌ
أَذْهَمٌ، سِرْحَانٌ، الشَّحَا، مِرْوَاخٌ
مَلَاوِخٌ، عِدَّةٌ أَرْبَعٌ تَلَبَّى
عَشْرِينَ لَمْ يَخْطُ بِهَا مَكْتُوبٌ

مصنف نے نو (9) کا ذکر کیا جن سے سات وہی پہلے شعر والے ہیں۔

(۱) اسے ابو داؤد نے (۳۶۰۲) پر، نسائی نے (۳۰۱/۷) پر، امام احمد نے (۲۱۶/۵) پر اور عبد الرزاق نے (۱۵۵۶۷) پر اخراج کیا۔

(۲) اللَّحِيف: حاء اور خاء کے ساتھ ضبط کیا جاتا ہے۔ صالحی نے "سبل الہدی والرشاد" (۶۴۴/۷) پر کہا: لام مشددة کے زبر، حاء مہملہ کے زیر اور یاء کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ گھوڑا اپنی لمبی دم کے ساتھ زمین کو (لحاف کی طرح) ڈھانپ دیتا تھا۔ اور خاء مجملہ کے ساتھ بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس میں ایک قول (اللَّحِيف) لام کے پیش اور خاء کے زبر کے ساتھ ہے۔ لام کی بجائے نون کے ساتھ (النحافة) سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ اور خاء مجملہ کے ساتھ حافظ عسقلانی نے "الفتح" (۵۹/۶) پر ضبط کیا ہے۔

(۳) ابو البراء: وہ مُلَاعِبُ الْأَسِنَّةِ عامر بن مالک ہیں۔ دیکھیں: "الاصابة" (۴۹۹/۱)

الظُّرْب - اسے فَرَوَةُ الْجَذَامِيِّ نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

الْوَرْد - حضرت تمیم داریؓ نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

الضُّرْس - (۱)

مَلَاوِخ - (۲)

سَبْحَه - (۳) نبی کریمؐ نے اس پر سوار ہو کر دوڑ میں حصہ لیا اور جیتے۔ پس آپ

ﷺ اس سے خوش ہوئے۔

[الْبَحْر] اس گھوڑے کو آپ نے یمنی تاجروں سے خریدا۔ آپ نے تین بار اس پر

سوار ہو کر گھوڑ دوڑ میں حصہ لیا اور مقابلہ جیتا۔ آپ نے اس گھوڑے پر تین بار اپنا دست

مبارک پھیرا اور فرمایا: مَا أَنْتَ إِلَّا بَحْرٌ - تو تو سمندر ہے۔ (۴)

نبی کریمؐ کے پاس تین خچر تھے۔

الدُّلْدُل - اسے مُقَوِّقَس نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ یہ پہلا خچر

ہے جس پر اسلام میں سواری ہوئی۔

(۱) اس کا نام (السُّكْب) (تیز رفتار) بھی ہے۔ آپ نے قبیلہ فزارہ کے ایک شخص سے خریدا۔ اس شخص کے پاس اس کا نام (الضُّرْس) تھا۔

(۲) وہ گھوڑا جس کی خریداری پر حضرت خزیمہؓ نے گواہی دی تھی۔ یہ قول مُرْتَجِز کے متعلق بھی ہے۔

(۳) سرخ و زرد رنگ کا گھوڑا جسے نبی کریمؐ نے جُھَنَہ قبیلہ کے ایک شخص سے دس اونٹوں کے عوض خریدا۔ دوڑنے میں بازوؤں کی خوبصورت لمبائی کے سبب اس کا یہ نام رکھا گیا۔

دیکھیں: "سبل الہدی والرشاد" (۶۴۲/۷)

(۴) بخاری نے (۲۸۲۰) پر اور مسلم نے (۲۳۰۷) پر اس کا اخراج کیا۔

فِضَّة - حضرت ابو بکرؓ نے آپ کو ہدیہ پیش فرمایا۔ (۱)

الْأَيْلِيَّة - ایلئہ کے بادشاہ نے حضور نبی اکرمؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا۔

نبی اکرمؐ کے پاس ایک گدھا تھا جس کا نام یَغْفُور تھا۔

گائیں اور بھینسیں، پس یہ منقول نہیں کہ نبی کریمؐ کے پاس کبھی رہی ہوں۔

آپؐ کے پاس موضع عَبَاہ میں دودھ دینے والی بیس (لَفْحَة) اونٹیاں تھیں (۲)

حضرت سعد بن عُبَادَةؓ نے بَنِي عُقَيْل کے مویشیوں سے دودھ دینے والی

ایک اونٹنی سرکارِ دو عالمؐ کی خدمت میں بھیجی۔

نبی کریمؐ کے پاس قَصْوَاء نامی ایک اونٹنی تھی جس پر آپؐ نے ہجرت فرمائی

تھی۔ جب وحی نازل ہوتی تو یہی اونٹنی آپؐ کا وزن مبارک برداشت کر سکتی تھی۔ اسے

عَضْبَاء بھی کہا گیا ہے۔

الْجَذْعَاء - ایک بار کسی اعرابی کا اونٹ اس سے سبقت لے گیا۔ یہ بات صحابہ کرام

ﷺ پر گراں گذری۔ پس نبی کریمؐ نے فرمایا:

إِنَّ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَلَّا يَرْتَفَعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ . (۳)

اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں جو بھی بلند ہوتا ہے اسے نیچا دکھائے۔

ایک روایت کے مطابق ہارنے والی کوئی اور اونٹنی تھی۔

نبی کریمؐ کے پاس ایک سو بکریاں تھیں۔

(۱) ابن سعد نے "الطبقات" (۴۹۱/۱) پر ذکر کیا: (فِضَّة) نامی خچر آپؐ کو فروہ بن عمرو نے ہدیہ پیش

کیا۔ آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہبیہ فرمادیا۔ وَاللَّهِ أَغْلَمُ

(۲) أَلِلْفَحَة : گاڑھے دودھ والی اونٹنی۔

(۳) اسے بخاری نے (۲۸۷۲) پر، نسائی نے (۲۲۷/۶) پر اور بیہقی نے (۱۶/۱۰) پر روایت کیا۔

نبی کریم ﷺ کے پاس غِنْفہ نامی ایک بکری تھی جسے آپ ﷺ نے دودھ پینے کے لئے رکھا تھا۔

نبی کریم ﷺ کے پاس ایک سفید رنگ کا مرغ تھا۔

نبی کریم ﷺ کے ہتھیار

نبی کریم ﷺ کے پاس نو تلواریں تھیں:

ان میں ایک کا نام ذُو الْفَقَار تھا۔ یہ غزوہ بدر کے مال غنیمت سے بنی الْحَبَّاج سَهْمِیْن کے مال سے ملی تھی۔

ایک بار آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ اس کی دھار پر دندانے پڑ گئے ہیں جس کی تعبیر آپ نے یہی کہ کسی معرکہ میں کچھ شکست ہوگی۔ پس اس کی تعبیر اُخْذ کے دن پوری ہوئی۔ (۱)

قَلْعِی، بَنَار اور حَنْف نامی، تین تلواریں، بنی قَنِقَاع سے ملی تھیں۔

ایک تلوار مِنْحَذَم نام کی تھی۔

ایک تلوار کا نام رَسُوب ہے جو آپ کو اپنے والد ماجد کی وراثت میں ملی تھی۔ (۲)

ایک تلوار عَضْب نام کی تھی جو حضرت سَعْد بن عُبَادۃؓ نے آپ کی خدمت

میں پیش کر دی۔

قَضِیْب۔ اور یہ پہلی تلوار ہے جسے نبی کریم ﷺ نے اسلام میں حمائل فرمایا۔ (یعنی

(۱) اسے حاکم نے (۱۲۸/۲) پر، ترمذی نے (۱۵۶۱) پر، نسائی نے "الکبری" (۷۶۰۰) پر، بیہقی

نے (۴۱۷) پر اور امام احمد نے (۲۷۱/۱) پر روایت کیا۔ ذُبَابُ السَّيْف: تلوار کی دھار

(۲) اس کا نام (مناثور) ہے۔ اسے صالحی نے ابن سعد (۴۸۵/۱) سے نقل کرتے ہوئے "سبل

الهدی والرشاد" (۵۸۳/۷) پر ذکر کیا۔

گردن کے ساتھ لٹکایا)

نبی کریم ﷺ کے پاس چار نیزے تھے جن میں سے ایک کا نام (مُنْشَبِی) ہے اور باقی تین نیزے بنی قَنِقَاع سے مال غنیمت کے طور پر ملے۔

عَنْزَة (ایک چھوٹا نیزہ) (۱) جسے عیدین میں سُترہ کے طور پر آپ کے آگے گاڑا جاتا تھا۔

ایک ہاتھ لمبی (مُحَجَّن) ایک لٹھی بھی آپ کے پاس تھی۔ (۲)

ایک لٹھی (مُخَصَّرَة) تھی جسے (عُرْجُون) بھی کہا جاتا تھا۔ (۳)

ایک تیلی چھتری (قَضِیْب) تھی جسے (مَمْشُوق) کہا جاتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کے پاس (قِیْسِی) چار کمائیں اور ایک (جَعْبَة) ترکش تھا۔ (۴)

ایک (نُسرْم) ڈھال تھی جس پر عقاب کی تصویر تھی۔ یہ بطور ہدیہ آپ کی خدمت

میں پیش کی گئی۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک عقاب پر رکھا تو وہ تصویر مٹ گئی۔ (۵)

(۱) الْعَنْزَة: لٹھی سے لمبا اور نیزے سے چھوٹا، جس کے نیچے لوہے کی طرح لوہا ہو۔ اس پر بڑی عمر کا بوڑھا ٹیک لگاتا ہے۔

(۲) الْمُحَجَّن: عصا جس کا سر امڑا ہوا ہو۔ ٹیزھے سر کا ڈنڈا۔

(۳) الْمُخَصَّرَة: جس پر ٹیک لگائی جائے جیسے عصا وغیرہ، اسی طرح (قَضِیْب) ہے جس کے ساتھ

خطاب اور کلام کے دوران اشارہ کیا جائے۔

(۴) الْجَعْبَة: (کِنَانَة) ترکش، تیردان جس میں (نُشَاب) تیر رکھے جائیں۔

(۵) اسے ابن ابی شیبہ نے (۷۲/۶) پر، ابن سعد نے (۴۸۹/۱) پر اور طبری نے "الاسابیح"

(۱۷۸/۳) پر کھول سے مرسل روایت کیا۔ اس میں (تَمْنَالُ عُقَاب) کی بجائے (تَمْنَالُ رَأْسِ كَبِش)

(مینڈھے کے سر کی تصویر) کے الفاظ ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا نعل چاندی کا تھا (۱) اور اس کا قبیضہ بھی چاندی کا تھا۔ (۲) ان دونوں کے درمیان چاندی کے حلقے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو زہریں تھیں جو آپ کو بِنِی فَيُنْقَاع سے ملی تھیں۔ ان دونوں کے نام سَعْدِيَّة اور فَضَّة تھے۔ ایک زہ کا نام ذَاتُ الْفُضُول تھا جسے آپ نے غزوہ بَدْر اور غزوہ حُنَين میں زیب تن فرمایا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک زہ تھی جو انہوں نے جالوت کو قتل کرتے وقت پہنی تھی۔ (۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک (مَغْفَر) خود تھا جسے سَبُوغ کہا جاتا تھا۔

آپ کے پاس چمڑے کا ایک پنکا تھا اس میں چاندی کے تین (حلقے) کڑے تھے۔ ڈھال، چاندی کی تھی اور کنارہ چاندی کا تھا۔ (۴) آپ کا جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔

(۱) نسائی نے "المجتبیٰ" (۲۱۹/۸) اور "الكبرى" (۹۷۲۷) پر روایت کیا۔

(۲) اسے ابو داؤد نے (۲۵۷۶) پر، ترمذی نے (۱۶۹۱) پر، نسائی نے "الكبرى" (۹۷۲۸) پر اور بیہقی نے (۱۴۳/۴) پر روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

نَعْلُ السَّيْفِ: وہ لوہا جو تلوار کے میان کے نیچے ہو۔

الْقَبِيضَةُ: جو تلوار کے قبضہ کی ایک طرف ہو۔ (یعنی تلوار کے قبضہ کی دونوں جانب ہاتھ کو روکنے کے لئے دو ابھرے ہوئے حصے، اوپر کے حصہ کو نَعْل اور نیچے کے حصہ کو قَبِيضَةُ کہتے ہیں۔

(۳) اور کہا گیا ہے کہ وہ (سَعْدِيَّة) ہے۔

(۴) الْمِنْطَقَةُ: وہ پنکا جس سے کمر باندھی جائے۔

الْأَدِيمُ الْمَبْشُور: وہ چمڑا جسے پھیلا جائے اور اس سے بال یا اون اتار لی جائے۔

الْإِنْزِيم: معدنی ڈھال جس کی دو طرفوں میں سے ایک میں ایک سوئی ہوتی ہے جو بیلک تک پہنچتی ہے تاکہ بیلک کی دوسری طرف کو وسط میں مضبوط کیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اور سامان

جس دن نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا آپ نے یہ چیزیں چھوڑیں:

دو یمنی کپڑے، (۱) ایک عُمَانِی چادر، دو صَحَارِی کپڑے، (۲) ایک صَحَارِی قمیص اور دوسری سُحُولِی، (۳) ایک یمنی جبہ، ایک سیاہ کنارے والا منقش جبہ، ایک سفید کمبل، تین یا چار چھوٹی پست ٹوپیاں، (۴) ایک وَرْس میں رنگا ہوا الحاف۔ (۵)

چمڑے کی ایک تھیلی (۶) جس میں آئینہ، ہاتھی دانت کا کنگھا، سرمہ دانی، قینچی اور مسواک ہوتی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جسے کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا۔

ایک پیالہ تھا جسے تین جگہ سے چاندی کے ساتھ مضبوط کیا گیا تھا۔

ایک اور پیالہ بھی تھا۔ ایک پیالہ پتھر کا تھا۔ (۷)

تانے کا ایک برتن تھا (۸) جس میں مہندی اور وسہ بنایا جاتا تھا۔ تاکہ یہ مہندی اور

(۱) الْحَبْرَةُ: روئی یا دھاری دار کتان کا کپڑا یا کمبل جو یمن میں بنایا جاتا ہے۔

(۲) صَحَارِیَّین: صَاد کے پیش اور حاء مہملہ کے زبر کے ساتھ۔ یمن کے شہر صَحَارِی کی طرف نسبت ہے

(۳) سُحُولِیَّا: یمن کے ایک شہر سُحُول کی طرف نسبت ہے۔

(۴) قَلَنْسُوَّة لَا طِنَةَ: چھوٹی ٹوپی جو سر سے چمٹی ہوتی ہے۔ اسے طاقیہ بھی کہتے ہیں۔

(۵) مُوَرَّسَةٌ: ورس اور زعفران میں رنگا ہوا۔ وَرْس ایک قسم کی گھاس جو رنگائی کے کام آتی ہے۔

(۶) الرَّبْعَةُ: چھوٹی ٹوکری یا تھیلی جسے چمڑے سے ڈھانپا گیا ہو۔

(۷) التَّوْرُ: (چھوٹا برتن) تانے یا پتھر کا ایک پیالہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے۔

(۸) الْمَخْصَبُ: ایک برتن جس میں کپڑے دھوئے جاتے ہیں۔

السَّبَّةُ: سرخ تانبا

وسمہ وغیرہ (۱) سر پر رکھا جائے جب گرمی محسوس ہو۔

ایک شیشہ کا پیالہ تھا۔ غسل کے لیے ایک کانسی کا برتن تھا۔ (۲)

ایک بڑا پیالہ تھا جس سے نبی کریم ﷺ صدقہ فطر صاع کی مقدار سے نکالتے تھے۔

ایک بڑا پیالہ مد نکالنے کے لیے تھا۔

ایک چار پائی تھی۔ ایک مخلی چادر تھی۔

چاندی کی ایک انگوٹھی تھی جس کا گینہ بھی چاندی کا تھا۔ جس پر ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ

اللّٰهِ“ کے الفاظ نقش تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہ انگوٹھی لوہے کی تھی جس کا گینہ چاندی سے جوڑا گیا تھا۔

نجاشی نے دوسراہہ موزے بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کئے تھے (۳) جنہیں آپ ﷺ پہنتے تھے۔

آپ کے پاس ایک سیاہ کبیل تھا۔ ایک عمامہ تھا جسے سَحَاب کہا جاتا تھا۔ نبی مکرم ﷺ نے وہ عمامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہہ فرما دیا۔ جب کبھی نبی کریم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں آتا دیکھتے کہ وہ عمامہ ان کے سر پر ہوتا تو فرماتے: اَنَا كُمْ عَلَيَّ فِي السَّحَابِ۔

(۱) اَلْكَنْتُمْ : ایک پہاڑی بوٹی آس (مورد درخت) کے پتوں کی طرح پتے ہوتے ہیں اس میں ایک بیج ہوتا ہے جس کا نام فَلْسُ فِلْسُ الْفُرُود ہے۔ پہلے دور میں اسے کوٹ کر خضاب کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اس سے روشنائی بھی بنائی گئی ہے۔

(۲) اَلصُّفْرُ : زرد تانبا۔

(۳) سَادَجَيْنِ : ان کی سیاہی میں کوئی دوسرا رنگ نہیں ملا تھا اور کوئی نقش نہیں تھا۔

اور یہ لفظ (شَادَة) کا معرب ہے اور عوام غلطی کرتے ہوئے اسے (سَادَة) کہتے ہیں۔

قہارے پاس علی صحاب میں آئے ہیں۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کے پاس عام دنوں میں استعمال ہونے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بھی تھے۔

ایک تو لیہ تھا جس سے وضو کے بعد اپنا چہرہ مبارک پونچھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کے معجزات کا ذکر

معجزات میں ایک بڑا معجزہ قرآن عظیم ہے۔

ایک معجزہ شق صدر ہے۔ (۲)

آپ کا بیت المقدس کے متعلق خبریں دینا۔ (۳)

ایک معجزہ اِنْشِقَاقُ الْقَمَر ہے۔ (۴)

ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک بار قریش نے آپ کو شہید کرنے کا عہد کیا۔ نبی کریم ﷺ

جب باہر تشریف لائے ان کی نظریں جھک گئیں اور ان کی ٹھوڑیاں اس کے سینوں سے جا

لگیں۔ نبی کریم ﷺ آگے تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے سروں پر کھڑے ہو کر ایک مٹھی

مٹی کی اٹھائی اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ، یہ چہرے ذلیل و خوار ہو گئے۔ اور مٹی ان کی طرف

(۱) اسے ابن عدی نے ”الکامل“ (۳۹۰/۶) پر اور ذہبی نے ”المیزان“ (۹۸/۴) پر مسعدة بن

البسع کے ترجمہ کے ضمن میں ذکر کیا اور وہ ہالک ہے جیسا کہ ذہبی نے اس کے بارے میں کہا۔ اور عراقی

نے کہا: مرسل بہت ضعیف ہے۔

(۲) اسے مسلم نے (۲۶۱/۱۶۲) پر، ابن حبان نے (۶۳۳۴) پر اور احمد نے (۱۲۱/۳) پر اخراج

کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۳) بخاری نے (۳۸۸۶) پر اور مسلم نے (۱۷۰) پر اس کا اخراج کیا۔

(۴) بخاری نے (۳۶۳۶) پر اور مسلم نے (۲۸۰۰) پر اس کا اخراج کیا۔

پھینک دی۔ جس شخص کو بھی اس مٹی کا کچھ اثر پہنچا وہ غزوہ بدر میں ہلاک ہوا۔ (۱)
آپ نے غزوہ حنین میں دشمن قوم پر ایک مٹھی خاک پھینک دی اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی۔ (۲)

غار میں مکاری کا جال اتن دینا۔ (۳)

سفر ہجرت میں سُراقہ بن مالک نے آپ کا پیچھا کرنا چاہا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں سخت زمین میں دھنس گئے۔ (۴)

نبی کریم ﷺ نے ایک سال سے کم عمر کی بکری کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو وہ دودھ دینے لگی۔ (۵)

اُمّ مَعْبُد کی بکری۔ (وہ بوڑھی تھی لیکن نبی اکرم ﷺ کے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرنے سے دودھ دینے لگی) (۶)

آپ ﷺ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا مانگنا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اسلام کو (۱) اسے ابن حبان نے (۶۵۰۲) پر، حاکم نے (۱۵۷/۳) پر، احمد نے (۳۰۳/۱) پر اور بیہقی نے "الدلائل" (۲۴۰/۶) پر اخراج کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۲) مسلم نے (۱۷۷۷) پر اور ابن حبان نے (۶۵۲۰) پر اسے روایت کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۳) اسے احمد نے (۳۴۸/۱) پر، عبد الرزاق نے (۹۷۴۳) پر اور طبرانی نے "الکبیر" (۳۲۲/۱۱) پر روایت کیا۔

(۴) بخاری نے (۳۹۰۸) پر اور مسلم نے (۲۰۰۹) پر اس کا اخراج کیا۔ الْأَرْضُ الْجَلْدُ: سخت زمین

(۵) اسے ابن حبان نے (۶۵۰۴) پر، احمد نے (۳۷۹/۱) پر، ابویعلیٰ نے (۴۹۸۵) پر اور طبرانی نے "الکبیر" (۷۹/۹) پر روایت کیا۔ اَلْعَنَاقُ: بکری کا ایک سال سے کم عمر کا بچہ۔ ذَرْتُ: اس نے دودھ دیا

(۶) حاکم نے (۹/۳) پر، طبرانی نے "الکبیر" (۴۸/۴) پر، بیہقی نے "الدلائل" (۲۷۸/۱) پر اور ابن سعد نے (۲۳۰/۱) پر روایت کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

غلبہ عطا فرمائے۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ ان سے گرمی اور سردی کے اثر کو دور فرمادے۔ (۲)

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دکھتی ہوئی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا۔ اسی وقت شفا ہو گئی اور اس کے بعد کبھی دکھنے نہیں آئیں۔ (۳)

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہو کر ان کے رخسار پر بہنے لگی تو نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھ کو اسی جگہ دوبارہ رکھ دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ حسین ہو گئی۔ (۴)

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے تفسیر قرآن اور دین میں سمجھ بوجھ کی دعا فرمائی۔ (۵)

نبی کریم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کے لیے دعا فرمائی تو وہ آگے بڑھنے

(۱) اسے ابن حبان نے (۶۸۸۲) پر، حاکم نے (۸۹/۳) پر، ترمذی نے (۳۶۸۱) پر اور ابن ماجہ نے (۱۰۵) پر روایت کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۲) اسے نسائی نے "الکبیر" (۸۳۴۵) پر، ابن ماجہ نے (۱۱۷) پر اور احمد نے (۹۹/۱) پر روایت کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۳) بخاری نے (۳۷۰۱) پر اور مسلم نے (۲۴۰۶) پر اس کا اخراج کیا۔

(۴) اسے حاکم نے (۲۹۵/۳) پر، ابویعلیٰ نے (۱۵۴۹) پر، ابن سعد نے (۴۵۲/۳) پر اور ابن عدی نے (۲۸۳/۴) پر روایت کیا۔

(۵) اسے حاکم نے (۵۳۴/۳) پر، احمد نے (۲۶۶/۱) پر اور طبرانی نے "الکبیر" (۲۳۷/۱۰) پر اخراج کیا۔

ان کے لئے (فقد) سمجھ بوجھ کی دعا، بخاری نے (۱۴۳) پر اور مسلم نے (۲۴۷۷) پر روایت

کی۔

والا ہو گیا حالانکہ وہ ست تھا اور پیچھے رہ جاتا تھا۔ (۱)

نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے لمبی عمر اور مال و اولاد کی کثرت کی دعا فرمائی۔ (۲)

نبی کریم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت کی دعا فرمائی۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے قرض خواہوں کا قرض ادا کر دیا پھر بھی آپ کے پاس تیرہ وسق کھجوریں بچ گئیں۔ (۳)

نبی کریم ﷺ نے بارش کے لیے دعا فرمائی تو مسلسل ایک ہفتہ بارش ہوئی۔ پھر آپ نے ان کے لیے بغیر بادل کے دن (یعنی بارش کے رکنے) کی دعا کی تو بادل چھٹ گئے۔ (۴)

آپ ﷺ نے عُتْبَةُ بْنُ أَبِي لَهَبٍ کے خلاف دعائے ضرر فرمائی تو شام کے ایک علاقے زُرْقَاء میں اسے شیر کھا گیا۔ (۵)

نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی ایک درخت نے دی جب آپ نے ایک اعرابی کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ کہنے لگا آپ جو کہتے ہیں کیا اس پر کوئی گواہ بھی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! یہ درخت (گواہی دے گا) پھر آپ نے اسے بلایا۔ درخت سامنے آیا اور تین بار

(۱) بخاری نے (۲۷۱۸) پر اور مسلم نے (۱۰۹/۷۱۵) پر اس کا اخراج کیا۔

(۲) بخاری نے (۶۴۳۳) پر اور مسلم نے (۱۴۲/۲۴۸۱) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) بخاری نے (۲۷۰۹) پر، ابن حبان نے (۶۵۳۶) پر، نسائی نے (۲۴۶/۶) پر اور ابن ماجہ نے (۲۴۳۴) پر اس کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۴) بخاری نے (۱۰۱۳) پر اور مسلم نے (۸۹۷) پر اس کا اخراج کیا۔

(۵) اسے حاکم نے (۵۳۹/۲) پر، بیہقی نے (۲۱۱/۵) پر اور ابن قانع نے "معجم الصحابة" (۲۱۷۰) پر اخراج کیا۔

آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ پھر وہ اپنی جگہ لوٹ گیا۔ (۱)

نبی کریم ﷺ نے دو درختوں کا حکم فرمایا پس وہ دونوں جمع ہو گئے پھر وہ دونوں جدا ہو گئے۔ (۲)

نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ کھجور کے کچھ درختوں کی طرف جائیں اور انہیں کہیں کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ وہ جمع ہو جائیں۔ پس وہ درخت جمع ہو گئے۔ جب نبی کریم ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ ان درختوں سے واپس اپنی جگہ جانے کا حکم دیں۔ پس وہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ گئے۔ (۳)

ایک درخت زمین چیرتا ہوا آپ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ جب نبی کریم ﷺ اپنی خدمت سے بیدار ہوئے آپ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس درخت نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت عطا فرمائی۔ (۴)

جس رات نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا پتھروں اور درختوں نے آپ پر ان

(۱) اسے ابن حبان (۶۵۰۵) پر، ابویعلیٰ نے (۵۶۶۲) پر اور بیہقی نے "الدلائل" (۱۴/۶) پر اخراج کیا۔

(۲) اسے مسلم نے (۳۰۱۴) پر حدیث طویل سے روایت کیا۔ ابن حبان نے (۶۵۲۴) پر اور بیہقی نے (۹۴/۱) پر اخراج کیا۔

(۳) اسے طبرانی "الکبیر" (۲۵۶/۲۲) پر روایت کیا۔

(۴) اسے احمد نے (۱۷۳/۴) پر، عبد بن حمید نے (۴۰۵) پر، ابونعیم نے "الدلائل" (۲۹۳) پر اور بیہقی نے "الدلائل" (۲۳/۶) پر اخراج کیا۔

الفاظ سے سلام کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں نبوت ملنے سے پہلے مجھے سلام کرتا تھا۔ (۱)

کھجور کا تنانہ نبی کریم ﷺ کی محبت میں رویا۔ (۲)

آپ کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔ (۳)

اسی طرح کھانے نے تسبیح پڑھی۔ (۴)

بکری کے گوشت نے (اپنے اندر زہر کی موجودگی کی) خبر دی۔ (۵)

ایک بار ایک اونٹ نے اپنے مالک کی شکایت کی کہ اس کا مالک اسے چارہ ٹھوڑا دیتا ہے لیکن کام زیادہ لیتا ہے۔

ایک ہرنی نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اسے رسی سے آزاد فرمادیں تاکہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلا کر واپس آئے۔ آپ نے اسے (رسی سے) آزاد فرمادیا۔ اس نے ان

(۱) اسے مسلم نے (۲۲۷۷) پر، ابن حبان نے (۶۴۸۲) پر، ترمذی نے (۳۶۲۴) پر اور احمد نے (۹۵۰۵) پر روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۲) بخاری نے (۹۱۸) پر، ابن خزیمہ نے (۱۷۷۶) پر، ابن حبان نے (۶۵۰۶) پر، ترمذی نے (۵۰۵) پر، نسائی نے (۱۰۲/۳) پر اور ابن ماجہ نے (۱۴۱۴) پر روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۳) ابن عساکر نے اسے "تاریخ دمشق" (۱۲۰/۳۹) پر روایت کیا۔

(۴) بخاری نے (۳۵۷۹) پر، ابن خزیمہ نے (۲۰۴) پر، ترمذی نے (۳۶۳۳) پر، احمد نے (۴۶۰/۱) پر اور ابویعلیٰ نے (۵۳۷۲) پر روایت کیا۔

(۵) اسے حاکم نے (۱۰۹/۴) پر، ابوداؤد نے (۴۵۰۳) پر، طبرانی نے "الکبیر" (۳۴/۲) پر اور ابن سعد نے (۲۰۰/۲) پر روایت کیا۔

الفاظ کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ بیشک سیدنا محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (۱)

نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر کے دن چند کفار کے قتل کی جگہ کے متعلق خبر دی۔ پس ان کافروں میں سے کوئی اس مقرر جگہ سے دور نہیں ہوا (بلکہ نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ پر ہی ہلاک ہوا) (۲)

نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ ان کی امت سے ایک جماعت سمندری جنگ کرے گی اور یہ کہ اُمّ حَرَام بنتِ مِلْحَانَ رضی اللہ عنہا انہی میں ہوں گی۔ (۳) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نبی کریم ﷺ نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت آزمائش اور مصیبت پہنچے گی۔ (۴) چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور آپ اپنے گھر میں شہید کر دیئے گئے۔

نبی کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ میرے بعد عنقریب تمہیں یہ (اُفْرَہ کی)

(۱) حافظ نے "الفتح" (۵۹۲/۶) پر کہا: بہر حال ہرن کا آزاد کرنا..... ہم اس کی کوئی سند نہیں پاتے نہ کسی قوی وجہ سے اور نہ کسی ضعیف وجہ سے۔ اور ملا علی قاری نے "المصنوع" (ص: ۸۰۰) پر کہا: زبانوں پر اور مدائح میں مشہور ہے، ابن کثیر نے کہا: اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور جس نے اسے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے اس نے جھوٹ بولا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(لیکن متعدد احادیث میں ہرن کا رسول اللہ ﷺ سے کلام کرنا وارد ہوا ہے جن میں سے بعض بعض کو تقویت دیتی ہیں، مترجم)

(۲) مسلم نے (۲۸۷۳) پر، ابن حبان نے (۶۴۹۸) پر، ابویعلیٰ نے (۳۳۲۲) پر اور طبرانی نے "الکبیر" (۱۴۷/۱۰) پر اسے روایت کیا۔

(۳) بخاری نے (۲۷۸۹) پر اور مسلم نے (۱۹۱۲) پر اس کا اخراج کیا۔

(۴) بخاری نے (۳۶۷۴) پر اور مسلم نے (۲۴۰۳) پر اس کا اخراج کیا۔

صورت پیش آئے گی (کہ تم پر دوسرے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی) (۱) چنانچہ یہ صورت حضرت معاویہ ؓ کے زمانہ میں پیش آئی۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت حس ؓ کے لیے فرمایا: بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور یقیناً اللہ عزوجل عنقریب ان کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرادے گا۔ (۲)

جس رات عُنْسِیْ كَذَّاب قتل ہوا اور جس نے قتل کیا آپ نے اسی رات اس کی صحیح خبر دی۔ (۳)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس ؓ کے متعلق فرمایا: تم نیک نامی کی زندگی گزارو گے اور شہید کیے جاؤ گے۔ (۴) چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ایک شخص مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو فرمایا: إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبُلُهُ۔ بیشک زمین اسے قبول نہ کرے گی۔ (۵) پس ایسے ہی ہوا۔ (جب دفن کیا جاتا زمین اسے باہر پھینک دیتی)

(۱) بخاری نے (۲۳۷۷) پر اور مسلم نے (۱۰۶۱) پر اس کا اخراج کیا۔

الْأَثَرَةُ: یعنی تم پر تمہارے غیر کو ترجیح دی جائے گی۔

(۲) اسے بخاری نے (۲۷۰۴) پر، ابن حبان نے (۶۹۶۴) پر، ابوداؤد نے (۴۶۲۹) پر، ترمذی نے (۳۷۷۳) پر اور نسائی نے (۱۰۷/۳) پر روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۳) دیکھیں: "الاستيعاب" (۲۰۲/۳) اور "تاریخ الطبری" (۲۳۶/۳)

(۴) اسے حاکم نے (۲۳۴/۳) پر، طبرانی نے "الکبیر" (۶۶/۲) پر اور ابن ابی عاصم نے "الاحاد والمثنائی" (۳۳۹۹) پر روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۵) بخاری نے (۳۶۱۷) پر اور مسلم نے (۲۷۸۱) پر اس کا اخراج کیا۔

ایک شخص اپنے بائیں سے کھانا کھا رہا تھا۔ سرکارِ دو عالم نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مَحْلُ بَیِّنِیْکَ۔ تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔ وہ (شخص جھوٹا بہانہ بناتے ہوئے) بولا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا اسْتَطَعْتَ۔ تجھے اس کی توفیق نہ ہو۔ اس کے بعد وہ شخص اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ تک نہ لے جاسکا۔ (۱)

نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ کے ارد گرد بت لگنے ہوئے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ اس چھڑی کے ساتھ ان بتوں کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اور وہ گرتے جاتے۔ (۲)

مَازِنُ بْنُ غَضُوبَةَ طَائِي ؓ (۳) اور سَوَادُ بْنُ قَارِبِ ؓ کا قصہ ہے۔ (۴) ان دونوں کی مثل مزید قصے ہیں۔

گوہ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی دی۔ (۵)

(۱) مسلم نے (۲۰۲۱) پر، ابن حبان نے (۶۸۱۲) پر، دارمی نے (۲۰۷۵)، بیہقی نے (۲۷۷/۷) اور احمد نے (۴۵/۴) پر روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

(۲) بخاری نے (۲۴۷۸) پر اور مسلم نے (۱۷۸۱) پر اس جیسی روایت کا اخراج کیا۔

(۳) طبرانی نے "الکبیر" (۳۳۸/۲۰) پر اس طویل قصہ کا اخراج کیا۔ جس کا خلاصہ ہے کہ حضرت مازن ؓ کسی بت کے خادم اور دربان تھے انہوں نے اس بت کے اندر سے ایک آواز سنی جو انہیں نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خوشخبری سنارہی تھی۔ انہوں نے اس بت کو توڑ دیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے۔

(۴) حاکم نے (۶۰۸/۳) پر، طبرانی نے "الکبیر" (۹۲/۷) پر اور بخاری نے "التاریخ الکبیر" (۲۰۲/۴) پر اس قصہ کا اخراج کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ جس کا خلاصہ ہے کہ حضرت سواد بن قارب ؓ زمانہ جاہلیت میں کاہن تھے۔ ان کے پاس ایک جن نے آ کر نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خوشخبری دی۔

(۵) طبرانی نے "اللاوسط" (۵۹۹۳) پر اس کا اخراج کیا۔ اور ذہبی نے "المیزان" (۶۵۱/۳) پر اس کے متعلق کہا: خبر باطل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر ایک صاع (تقریباً ساڑھے چار سیر) جو ایک ہزار لوگوں کو کھانا کھلایا۔ صحابہ کرام نے سیر ہو کر کھایا پھر بھی اصل مقدار سے بڑھ گیا (۱) ایک موقع پر خشک کھجوریں، کثیر صحابہ کرام کو پیٹ بھر کھلائیں۔ (۲) نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر دسترخوان پر بچے کھانے کو جمع فرمایا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر اس کھانے کو لشکر میں تقسیم فرمادیا تو وہ کھانا پورے لشکر کے لیے کافی ہو گیا۔ (۳)

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر کھجوریں لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ میرے لیے اس میں برکت کی دعا فرمادیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا خیر فرمادی (اور فرمایا کہ اسے ایک تھیلی میں رکھ لیں)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ان کھجوروں سے اتنے اتنے وسق (یعنی کئی کئی من) کھجوریں نکالتا، اللہ عز و جل کے راستے میں خرچ کرتا تھا، ہم ان کھجوروں سے کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے تھے (وہ کم نہ ہوتی تھیں) یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وہ برکت ختم ہو گئی۔ (۴)

نبی کریم ﷺ نے اہل صفہ کی دعوت کی کیونکہ آپ کے پاس ثرید کا ایک پیالہ آیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بار بار آپ کے سامنے حاضر ہوتا تھا کہ (ثرید ختم ہونے سے پہلے پہلے) مجھے بھی بلالیں (لیکن آپ نے توجہ نہ فرمائی) یہاں تک کہ اصحاب صفہ خوب

(۱) بخاری نے (۴۱۰۲) پر اور مسلم نے (۲۰۳۹) پر اسے روایت کیا۔

(۲) اسے ابن حبان نے (۶۰۲۸) پر، ابو داؤد نے (۵۱۹۶) پر، احمد نے (۱۷۴/۴) پر، حمیدی نے (۸۹۳) پر اور بخاری نے "التاریخ الکبیر" (۲۵۵/۳) پر روایت کیا۔

(۳) ابن حبان نے (۲۲۱) پر، حاکم نے (۶۱۸/۲) پر اور احمد نے (۴۱۷/۳) پر روایت کیا وَ غَيْرُهُمْ

(۴) ابن حبان نے (۶۵۳۲) پر، ترمذی نے (۳۸۳۹) پر، احمد نے (۳۵۲/۲) پر اور بیہقی نے "الدلائل"

(۱۰۹/۶) پر روایت کیا۔

سیر ہو کر اٹھ گئے اور تشریف لے گئے۔ اب پیالے میں کچھ نہ تھا صرف کناروں کے پاس کچھ ٹرید تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے جمع فرمایا تو وہ صرف ایک لقمہ بنا۔ وہ لقمہ نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیوں پر رکھا اور فرمایا: كُلْ بِاسْمِ اللَّهِ۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے کھاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں (اس ایک لقمے سے) مسلسل کھاتا رہا یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا اور پوری قوم نے پیا اور وضو بھی کیا حالانکہ ان کی تعداد چودہ سو تھی۔ (۲)

نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں پانی تھا۔ آپ نے اس چھوٹے پیالے میں اپنی انگلیاں رکھنی چاہیں لیکن اس کی پیالے میں گنجائش نہ تھی۔ پس آپ نے اپنی چار انگلیاں رکھیں۔ اور فرمایا: هَلُمُّوْا آؤ، پس ان تمام نے وضو کیا اور وہ ستر سے اسی افراد تھے۔ (۳)

غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کا گزر اتنے پانی پر ہوا جو ایک آدمی کو بھی سیراب نہ کر سکتا تھا۔ قوم پیاسی تھی انہوں نے آپ کے پاس پیاس کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکش کا تیر پکڑا اور اسے اس (چلو بھر) پانی میں گھاڑ دیا۔ پانی میں جوش آ گیا اور قوم سیراب ہو گئی۔ وہ تیس ہزار آدمی تھے۔ (۴)

(۱) اسے ابن حبان نے (۶۵۳۳) پر روایت کیا۔

(۲) بخاری نے (۴۱۵۲) پر اور مسلم نے (۷۲/۱۸۵۶) پر اس کا اخراج کیا۔

(۳) بخاری نے (۲۰۰) پر اور مسلم نے (۴/۲۲۷۹) پر اس جیسی روایت کا اخراج کیا۔

(۴) اسے مسلم نے (۷۰۶) پر، ابن خزیمہ نے (۹۶۸) پر، ابن حبان نے (۱۵۹۵) پر، مالک نے

(۱۴۳/۱) پر اور احمد نے (۲۳۷/۵) پر روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

ایک قوم نے نبی کریم ﷺ کے پاس شکایت کہ ان کے کنویں کا پانی کھاری ہے۔ پس آپ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان کے کنویں کھڑے ہو کر اس میں اپنا لعاب و ہن ڈالا تو خوب شیریں پانی جاری ہوا۔

نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت اپنے گنبجے بچے کو لائی۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ پس اس کے بال ٹھیک ہو گئے اور بیماری جاتی رہی۔ (۱)

اہل یمامہ نے یہ بات سنی تو ایک عورت اپنے (تندرست) بچے کو مُسَلِّمہ کذاب کے پاس لے گئی اس نے اس کے سر کو چھوا وہ گنجا ہو گیا اور گنبجے پن کی یہ بیماری اس کی نسل میں باقی رہی۔

حضرت عکاشہؓ کی تلوار غزوہ بدر میں ٹوٹ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے لکڑی کی ایک شاخ انہیں عطا فرمائی۔ پس وہ شاخ ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ (۲) اور اس کے بعد ان کے پاس رہی۔

غزوہ خندق میں ایک سخت چٹان سامنے آگئی۔ کدال سے وہ ٹوٹ سکی۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر کدال (پھاڑا) مارا تو وہ چٹان بہتی ریت بن گئی۔ (۳)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابورافع کے ٹوٹے پاؤں پر دست مبارک پھیرا تو ان کا

(۱) ابن سعد نے اسے (۳۲/۶) پر روایت کیا۔

(۲) بیہقی نے "الدلائل" (۹۸/۳) پر اور ابن سعد نے (۱۸۸/۱) پر روایت کیا۔

الجدل: لکڑی اور درخت کی جڑ۔

(۳) بخاری نے (۴۱۰۱) پر، دارمی نے (۴۳) پر اور احمد نے (۳۰۰/۳) پر روایت کیا۔ وَ غَيْرُهُمْ

الْكُذْبَةُ: سخت چکنی چٹان جس پر کلباڑا کام نہیں کرتا۔ الْاهْبِيلُ: بہنے والا۔

مراد یہ ہے کہ وہ چٹان اپنی سختی کے باوجود ریزہ ریزہ ہو گئی اور ریت بن کر زمین پر بہنے لگی۔

پاؤں ایسے ٹھیک ہو گیا جیسے کبھی اس میں شکایت تھی ہی نہیں۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کے معجزات اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ کوئی ایک کتاب ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اس کے لیے تو کئی دیوان (دفتر) درکار ہیں۔ (۲)

نبی کریم ﷺ کا وصال

نبی کریم ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔ (۳) آپ چودہ دن بیمار رہے۔ اور (وصال کے تیسرے دن) بدھ کی (۱) اسے بخاری نے (۴۰۳۹) پر اور بیہقی نے (۸۰/۹) پر روایت کیا۔

(۲) نبی کریم ﷺ کے معجزات پر سب سے بڑی کتاب، حضرت علامہ یوسف النبیہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى الْعَالَمِينَ فِي مُعْجَزَاتِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ" کے نام سے لکھی۔

(۳) یہ ابن اسحاق کا قول ہے جیسا کہ اسے ان سے طبری نے "التاریخ" (۲۱۵/۳) پر نقل کیا۔ یہ ابن سعد (۲۷۲/۲) کے اقوال سے ایک قول ہے جسے واقدی نے اور ابن الجوزی نے "المنتظم" (۴۷۷/۲) پر نقل کیا۔

سبکی نے "الروض الانف" (۵۷۷/۷) پر اس قول کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: صحیح نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا ہو مگر ربیع الاول کی بارہ یا تیرہ یا چودہ یا پندرہ تاریخ کو۔ کیونکہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ حجۃ الوداع میں وقف عرفہ جمعہ کے دن تھا اور وہ ذوالحجہ کی نو تاریخ تھی۔ ذوالحجہ جمعرات کے دن شروع ہوا۔ پس محرم یا جمعہ کو تھا یا ہفتہ کو۔ پس اگر جمعہ کو شروع ہوا تو صفر یا ہفتہ کو تھا یا اتوار کو۔ اگر ہفتہ کو تھا تو ربیع الاول اتوار کو تھا یا پیر کو، حال جیسے بھی اس حساب پر پھرے، کسی وجہ سے بھی بارہ ربیع الاول پیر کے دن نہیں ہوگا۔

طبری نے ابن الکلی اور ابو مخنف سے ذکر کیا کہ وصال دور ربیع الاول کو ہوا۔ یہ قول اگرچہ جمہور کے خلاف ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ ربیع الاول سے پہلے تینوں مہینے آنتیس کے ہوں، پس غور کر بیشک یہ صحیح ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رات تدفین کا مرحلہ آیا۔

آپ ﷺ کے پاس پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا آپ حالت نزع میں اس پانی میں اپنا ہاتھ بھگوتے اور اپنے چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰی سَكْرَاتِ الْمَوْتِ۔ اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔ (۱)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے میرے ابا جان کی تکلیف! تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تمہارے ابا کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ (۲)

(وصال کے بعد) آپ کے جسم اطہر کو ایک یمنی چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔ (۳) ایک روایت میں ہے کہ وہ چادر فرشتوں نے ڈالی تھی۔

نبی کریم ﷺ کے وصال کو آپ کے بعض اصحاب نے جھٹلایا انہیں یقین نہیں آتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہی کیفیت بیان کی جاتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چپ لگ گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سبب بیٹھے رہ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سوائے حضرت عباس اور (گذشتہ صفحہ کا حاشیہ)

ذہبی نے "التاریخ" (۱/۵۶۸) پر یہ اقوال ذکر کئے اور سلیمان التیمی کا قول، واقدی کا قول اور ابن اسحاق کے قول پر ابن الکئی اور ابو جعفر سے طبری کا قول مقدم کیا۔ یہ ان کے اس قول کی ترجیح پر دلالت کرتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(۱) بخاری نے (۴۴۹۹) پر اور ترمذی نے (۹۷۸) پر اس کا اخراج کیا۔ اور لفظ ترمذی کے ہیں۔ نسائی نے "الکبریٰ" (۷۰۶۴) پر اور ابن ماجہ نے (۱۶۲۳) پر روایت کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۲) بخاری نے (۴۴۶۲) پر، ابن حبان نے (۶۶۱۳) پر اور احمد نے (۲۰۴/۳) پر اس کا اخراج کیا۔ وَغَيْرُهُمْ

(۳) بخاری نے (۵۸۱۴) پر، نسائی نے (۱۱/۴) پر، ابن ماجہ نے (۱۴۶۹) پر اور بیہقی نے (۳۸۵/۳) پر اسے روایت کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے کوئی ثابت قدم اور حوصلہ مند نہیں رہا تھا۔

لوگوں نے حجرہ مبارکہ سے ایک آواز سنی کہ انہیں غسل نہ دو بیشک وہ طاہر و مطہر ہیں۔ پھر اس کے بعد لوگوں نے ایک آواز سنی، حضور ﷺ کو غسل دو بیشک وہ ابلیس تھا اور میں غفر ہوں۔ حضرت خضر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعزیت کی۔ پس فرمایا:

اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ، وَخَلْفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ، وَذَرَكًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَيَقُوتُوا، وَابْنَاهُ فَارْجُوْا، فَاِنَّ الْمُصَابَ مِنْ حُرْمِ الثَّوَابِ (۱) بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات ہر مصیبت میں (تعزیت) دلا سہ اور حوصلہ ہے۔ اور ہر ہلاک ہونے والے کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ہر مرنے والے کا عوض ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھو، اسی کی طرف رجوع کرو۔ بیشک وہ شخص مصیبت زدہ ہے جو ثواب سے محروم رہا۔

نبی کریم ﷺ کو غسل دینے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا کہ کیا جسم اطہر کو کپڑوں سمیت غسل دیا جائے یا کپڑے اتارے جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری فرما دی۔ کسی کہنے والے نے کہا جس کے بارے میں معلوم نہ ہوا کہ وہ کون تھا کہ جسم مبارک کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ پس جب صحابہ کرام بیدار ہوئے تو انہوں نے اسی طرح کیا۔ (۲)

نبی کریم ﷺ کو غسل دینے والوں میں حضرت علی، حضرت عباس، ان کے دو بیٹے فضل بن عباس اور قثم بن عباس، نبی کریم ﷺ کے دو غلام حضرت اسامہ اور حضرت شقران رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ انصار سے حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ (۱) حضرت خضر رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی حدیث، حاکم نے (۵۸/۳) پر اور بیہقی نے "الدلائل" (۲۶۹/۷) پر روایت کی ہے۔

(۲) بیہقی نے (۳۸۷/۳) پر، ابن سعد نے (۲۷۶/۲) پر روایت کی۔ دیکھیں: حاکم (۳۶۲/۱)

کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا پس آپ کے جسم اطہر سے کوئی چیز خارج نہ ہوئی تو فرمایا: (۱)
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ ، لَقَدْ طُبْتُ حَيًّا وَمَيِّتًا۔ (۲)
 آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، آپ زندگی اور وصال دونوں حالتوں میں طیب و
 طاہر ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو تین مسخوٰلی (یعنی گاؤں) چادروں میں کفنا یا گیا۔ ان میں قیص
 اور عمامہ نہیں تھا۔ بلکہ تینوں چادریں ان سلی تھیں۔ (۳)
 مسلمانوں نے اکیلے اکیلے آپ پر نماز پڑھی، کسی نے ان کی امامت نہیں کی۔ (۴)
 آپ کے نیچے سرخ چادر بچھائی گئی جو آپ اوڑھا کرتے تھے۔ وہ چادر لے کر
 حضرت شُقْرَانِ قبرانور میں اترے۔ (۵)

نبی اکرم ﷺ کے لیے لحد کھودی گئی اور اسے نوانیوں سے پر کر دیا گیا۔

صحابہ کرام نے اختلاف کیا تھا کہ قبر لحد کھودی جائے یا شق۔ مدینہ منورہ میں قبریں
 کھودنے والے دو صحابی تھے۔ ان میں سے ایک ابو طلحہ رضی اللہ عنہ لحد کھودتے تھے اور دوسرے
 حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ شق قبر کھودتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اتفاق کیا کہ ان میں سے
 (۱) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ پیٹ پر مسح کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پیٹ مبارک سے کوئی چیز خارج نہیں ہوئی یا
 ایسی کوئی نہیں دیکھی گئی جو میت سے نکلتی یا دیکھی جاتی ہے۔

(۲) اسے حاکم نے (۳۶۲/۱) پر، احمد نے (۲۶۰/۱) پر اور ابن سعد نے (۲۸۰/۲) پر روایت کیا۔

(۳) بخاری نے (۱۲۶۴) پر اور مسلم نے (۹۴۱) پر اس کا اخراج کیا۔

(۴) اسے ابن ماجہ نے (۱۶۲۸) پر، بیہقی نے (۳۰/۴) پر اور احمد نے (۸۱/۵) پر روایت کیا وَ غَيْرُهُمْ

(۵) مسلم نے (۹۶۷) پر، ترمذی نے (۱۰۴۷) پر، ابن ماجہ نے (۱۶۲۸) پر اور بیہقی نے (۵۳/۴) پر روایت کیا۔

پہلے آجائے وہ اپنا کام کرے۔ پس وہ صحابی (ابو طلحہ رضی اللہ عنہ) تشریف لائے جو لحد کھودتے تھے
 پس انہوں نے لحد (یعنی بغلی قبر) ہی کھودی۔ اور آپ کی قبر مبارک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 عنہا کے حجرہ مبارکہ میں بنائی گئی۔

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی یہیں دفن ہیں۔

وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ

تَمَّ الْكِتَابُ بِعَوْنِ اللَّهِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ (۲)

(۱) اسے ابن ماجہ نے (۱۶۲۸) پر، بیہقی نے (۴۰۷/۳) پر اور احمد نے (۸۱/۱) پر روایت کیا۔ وَ
 غَيْرُهُمْ

(۲) جیسا کہ مخطوط (۱) کے خاتمہ میں ہے، اور مخطوط (ب) کے خاتمہ میں ہے،

(تَمَّتْ وَ بِالْخَيْرِ عَمْتُ فِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ عَامَ ١٣٢٩ هـ "بَلَغَ مُقَابَلَةً عَلَى نُسْخَةٍ
 مَنْقُولَةٍ مِنَ الْأَصْلِ بِخَطِّ الْعَلَامَةِ الْفَاضِلَةِ وَ التَّقِيَّةِ الْكَامِلَةِ سِتِ الْأَهْلِ بِنَةِ الْقَاضِي أَبِي
 النَّصْرِ بْنِ الْقَاضِي أَبِي الْفَضْلِ الْأَنْصَارِيِّ ، فِي عَشْرَيْنِ رَبِيعِ الثَّانِي سَنَةِ خَمْسٍ وَ تِسْعِينَ
 وَ تِسْعِ مِئَةٍ ، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ)

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ربیع الانوار کے مبارک مہینہ میں اس تصنیف لطیف سے فراغت
 ہوئی۔ یہ ۱۴۲۵ ہجرت نبویہ شریفہ کا وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے سید البشر صلوات اللہ وسلامہ علیہ
 کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا۔ یہ تکمیل دمشق (شام) میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کی اور مسلمانوں کے تمام
 شہروں کی حفاظت فرمائے۔ ہم اللہ عز و جل ہی سے توفیق، پختگی، درستی اور ہدایت کا سوال کرتے ہیں۔ وہ
 بہترین اور بزرگ ذات ہے جس سے سوال کیا جائے۔ اور درود و سلام ہو ہمارے آقا محمد ﷺ پر آپ کی آل
 پر اور آپ کے تمام اصحاب پر قیامت کے دن تک۔ اور الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ پر ہماری دعا ختم ہوگی

مَصَادِرُ التَّحْقِيقِ

- (۱) الاحاد والمثنائى، الحافظ احمد بن عمرو بن الضحاك الشيباني (ت ۲۸۷ هـ)، تحقيق الدكتور باسم فيصل الجوابرة، (۱۹۹۱ م)، دار الراية، السعودية
- (۲) الادب المفرد، الامام محمد بن اسماعيل البخارى (ت ۲۵۶ هـ)، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقى، ط ۴، (۱۹۹۷ م)، دار البشائر الاسلامية، لبنان
- (۳) اسد الغابة فى معرفة الصحابة، العلامة على بن محمد الشيباني المعروف بابن الاثير، بدون تحقيق، بدون تاريخ، طبعة مصورة لدى دار احياء التراث العربى، لبنان
- (۴) الاسمى فيما لسيدنا محمد ﷺ من الاسماء، العلامة يوسف بن اسماعيل النبهاني، بدون تحقيق (۱۳۲۳ هـ) المطبعة الادبية، لبنان
- (۵) انساب الاشراف، العلامة احمد بن يحيى البلاذرى (ت ۲۷۹ هـ)، تحقيق الدكتور احسان عباس، المطبعة الكاثوليكية، لبنان
- (۶) الاستيعاب فى اسماء الاصحاب، الامام يوسف بن عبد الله النمري (ت ۴۶۳ هـ)، دار الكتاب العربى، لبنان
- (۷) الاشارة الى سيرة المصطفى، العلامة مغلطائى بن قليج (ت ۷۶۲ هـ)، تحقيق محمد نظام الدين الفتيح، ط ۱، (۱۹۹۶ م) دار القلم، سوريا
- (۸) الاصابة فى تمييز الصحابة، الحافظ احمد بن على بن حجر العسقلاني (۱) هم نے مصادر کی اس فہرست میں کتاب کے نام، مؤلف کے نام، تاریخ وفات، محقق کے نام، کتاب کی طباعت کے سن، ناشر اور جگہ کے نام کا اہتمام کیا ہے۔

- (ت ۸۵۲ هـ)، بدون تحقيق، بدون تاريخ، طبعة مصورة لدى دار الكتاب العربى، (۹) الاكتفاء بما تضمنه من مغازى رسول الله ﷺ والثلاثة الخلفاء، العلامة سليمان بن موسى الكلاعى الاندلسى (ت ۶۳۴ هـ)، تحقيق الدكتور كمال الدين عز الدين على، ط ۱، (۱۹۹۷ م) عالم الكتب، لبنان
- (۱۰) الايناس بعلم الانساب، الوزير ابو القاسم الحسين بن على بن الحسين المغربى (ت ۴۱۸ هـ) تحقيق ابراهيم الايبارى، ط ۲، (۱۹۸۰ م) دار الكتاب المصرى و دار الكتاب اللبنانى، بيروت، لبنان
- (۱۱) البحر الزخار = مسند البزار، الحافظ احمد بن عمرو العتقى البزار (ت ۲۹۲ هـ)، تحقيق الدكتور محفوظ الرحمن زين الله، ط ۱، (۱۹۸۸ م)، مكتبة العلوم والحكم، السعودية
- (۱۲) بهجة المحافل و بغية الامائل فى تلخيص المعجزات والسير والشمائل، العلامة يحيى بن ابى بكر العامرى، بدون تحقيق، بدون تاريخ، طبعة مصورة لدى دار صادر لبنان
- (۱۳) تاج العروس من جواهر القاموس، الامام محمد مرتضى الحسينى الزبيدى (ت ۱۱۴۵ هـ)، تحقيق عبدالستار احمد فراج و جماعة آخريين، (۱۳۸۵ هـ)، وزارة الارشاد والانباء، الكويت
- (۱۴) تاريخ ابن معين (رواية الدورى) الامام يحيى بن معين (ت ۲۳۳ هـ)، تحقيق الدكتور احمد نور سيف (۱۳۹۹ هـ) مركز البحث العلمى، السعودية
- (۱۵) تاريخ الاسلام ووفيات المشاهير والاعلام، الحافظ محمد بن احمد بن عثمان الذهبي (ت ۷۴۸ هـ)، تحقيق الدكتور عمر بن عبدالسلام تدميرى، ط ۱، (۱۹۸۷ م) دار الكتب العربى، لبنان

- (١٦) تاريخ الطبري = تاريخ الامم والملوك، الامام محمد بن جرير الطبري (ت ٥٣١٠هـ)، تحقيق محمد ابو الفضل ابراهيم، بدون تاريخ، طبعة مصورة بدون ناشر، لبنان
- (١٧) التاريخ الكبير، الامام محمد بن اسماعيل البخاري (ت ٢٥٦هـ)، تحقيق هاشم الندوي، طبعة مصورة لدى دار الفكر، لبنان
- (١٨) تاريخ بغداد، الامام احمد بن علي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)، تحقيق مصطفى عبدالقادر عطا، ط ١، (١٩٩٧م)، دار الكتب العلمية، لبنان
- (١٩) تاريخ دمشق، الحافظ علي بن الحسن بن هبة الله ابن عساكر (ت ٥٧١هـ) تحقيق مجموعة من المحققين، (١٩٩٥م)، دار الفكر، لبنان
- (٢٠) تبصير المنتبه بتحرير المشتبه، الحافظ احمد بن علي بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، تحقيق علي محمد البخاوي و محمد علي النجار، بدون تاريخ، طبعة مصورة لدى المكتبة العلمية، لبنان
- (٢١) التبيين في انساب القرشيين، العلامة عبدالله بن احمد بن محمد بن قدامة (ت ٦٢٠هـ)، تحقيق محمد نايف الدليمي، ط ٢، (١٩٨٨م)، عالم الكتب، لبنان
- (٢٢) تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف، الحافظ يوسف بن عبدالرحمن المزني (ت ٧٤٢هـ)، تحقيق عبدالصمد شرف الدين، ط ٢، (١٩٨٣م)، المكتب الاسلامي والدار القيمة، لبنان، الهند
- (٢٣) تفسير البغوي = معالم التنزيل، الامام الحسين بن مسعود الفراء البغوي (ت ٥١٦هـ)، تحقيق خالد عبدالرحمن العك و مروان سوار، ط ١، (١٩٨٦م) دار المعرفة، لبنان

- (٢٤) تلخيص الحبير، الحافظ احمد بن علي بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ) عنى به عبدالله هاشم اليماني المدني، (١٩٦٤م)، السعودية
- (٢٥) تهذيب الاسماء واللغات، الامام محي الدين يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ)، الطبعة المنيرية، بدون تاريخ، طبعة مصورة لدى دار الكتب العلمية، لبنان
- (٢٦) توضيح المشتبه، الامام محمد بن عبدالله بن محمد القيسي المعروف بابن ناصر الدين (ت ٨٤٢هـ)، تحقيق محمد نعيم العرقسوسي، ط ٢، (١٩٩٣م)، مؤسسة الرسالة، لبنان
- (٢٧) حلية الاولياء و طبقات الاصفياء، الحافظ احمد بن عبدالله الاصبهاني (ت ٤٣٠هـ)، بدون تحقيق، ط ٥ (١٩٨٧م)، دار الريان للتراث - دار الكتاب العربي، مصر - لبنان
- (٢٨) الدرر الكامنة في اعيان المئة الثامنة، الحافظ احمد بن علي بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، بدون تحقيق، بدون تاريخ، طبعة مصورة لدى دار احياء التراث العربي، لبنان
- (٢٩) دلائل النبوة، الامام احمد بن الحسين البيهقي (ت ٤٥٨هـ) تحقيق الدكتور عبدالمعطي قلعجي، ط ١، (١٩٨٨م)، دار الريان، مصر
- (٣٠) دلائل النبوة، الامام احمد بن عبدالله بن احمد المعروف بابي نعيم الاصبهاني (ت ٣٤٠هـ) عنى به عبدالبر عباس و محمد رواس قلعه جي، ط ١، (١٩٧٠م) دار ابن كثير، سوريا
- (٣١) الروض الانف، الامام عبدالرحمن بن عبدالله السهيلي الاندلسي (ت ٥٨١هـ) تحقيق الشيخ عمر عبدالسلام السلامي، ط ١ (٢٠٠٠م)، دار احياء

(٣٢) سبل الهدى والرشاد ، الامام محمد بن يوسف الصالحى الشامى
(٥٩٤٢هـ) مجموعة من المحققين ، (١٩٩٧ م) المجلس الاعلى للشؤون الاسلامية ،

مصر

(٣٣) سنن ابى داود = كتاب السنن ، الامام سليمان بن اشعث السجستاني
(ت ٢٧٥هـ) تحقيق الشيخ محمد عوامة ، ط ١ ، (١٩٩٨ م) ، مؤسسة الريان و دار
القبلة و المكتبة المكية ، لبنان - السعودية

(٣٤) سنن ابن ماجه ، الحافظ محمد بن يزيد القزوينى (ت ٢٧٥هـ)
تحقيق محمد فؤاد عبدالباقى ، بدون تاريخ ، دار احياء الكتب العربية ، مصر

(٣٥) سنن الترمذى = الجامع الصحيح ، الامام محمد بن عيسى بن سورة
الترمذى (ت ٢٧٩هـ) ، تحقيق احمد شاكر و محمد فؤاد عبدالباقى و ابراهيم عطوة ،
بدون تاريخ ، طبعة مصورة لدى دار احياء التراث العربى ، لبنان

(٣٦) سنن الدار قطنى ، الامام على بن عمر الدارقطنى (ت ٣٨٥هـ) ،
تحقيق السيد عبد الله هاشم يمانى المدنى ، (١٩٦٦ م) طبعة مصورة لدى دار
المعرفة لبنان

(٣٧) سنن الدارمى = مسند الدارمى ، الامام عبد الله بن عبد الرحمن بن
بهرام الدارمى (ت ٢٥٥هـ) ، تحقيق حسين سليم اسد الدارمى ، ط ١ ، (٢٠٠٠ م) ،
دار المغنى ، السعودية

(٣٨) السنن الكبرى ، الامام احمد بن شعيب النسائى (ت ٣٠٣هـ) ،
تحقيق حسن عبد المنعم شبلى ، ط ١ ، (٢٠٠١هـ) مؤسسة الرسالة ، لبنان
(٣٩) السنن الكبرى ، الحافظ احمد بن الحسين البيهقى (ت ٤٥٨هـ)

بدون تحقيق ، (١٣٥٦ هـ) ، طبعة مصورة لدى دار المعرفة ، لبنان

(٤٠) سنن النسائى المجتبى ، الامام احمد بن شعيب النسائى (ت ٣٠٣هـ)

بدون تحقيق ، بدون تاريخ ، طبعة مصورة لدى دار الكتاب العربى ، لبنان

(٤١) سير اعلام النبلاء ، الامام محمد بن احمد بن عثمان الذهبى (ت

٥٧٤٨هـ) ، اشرف شعيب الارناؤوط ، ط ١١ ، (١٩٩٦ م) ، مؤسسة الرسالة ، لبنان

(٤٢) السيرة الحلبية = انسان العيون فى سيرة الامين المأمون ، الامام على

بن برهان الدين الحلبى (ت ١٠٤٤هـ) ، بدون تحقيق ، بدون تاريخ ، طبعة مصورة

لدى دار احياء التراث العربى ، لبنان

(٤٣) السيرة النبوية ، الامام عبد الملك بن هشام الحميرى (ت ٢١٨هـ) ،

تحقيق مصطفى السقا و ابراهيم الايبارى و عبد الحفيظ الشلبى ، بدون تاريخ ، طبعة
مصورة لدى دار ابن كثير ، سوريا

(٤٤) شذرات الذهب فى اخبار من ذهب ، الامام عبد الحى بن احمد

الحنبلى الدمشقى المشهور بابن العماد (ت ١٠٨٩هـ) ، تحقيق محمود الارناؤوط ، ط

١ (١٩٨٦ م) دار ابن كثير ، سوريا

(٤٥) شرح صحيح مسلم = المنهاج فى شرح صحيح مسلم بن الحجاج ،

الامام محى الدين يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ) ، بدون تحقيق ، (١٣٤٩هـ) ،

طبعة مصورة لدى مكتبة الغزالي ، سوريا

(٤٦) شرح معانى الآثار ، الامام احمد بن محمد بن سلامة الطحاوى

(ت ٣٢١هـ) ، تحقيق محمد زهرى النجار (١٣٩٩هـ) ، دار الكتب العلمية ، لبنان

(٤٧) شعب الايمان ، الحافظ احمد بن الحسين البيهقى (ت ٤٥٨هـ)

تحقيق محمد السعيد بن بسيونى زغلول ، ط ١ ، (١٩٩٠ م) ، دار الكتب العلمية ،

(٤٨) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، القاضي عياض بن موسى
اليحصبي (ت ٥٤٤هـ)، تحقيق عبده على كوشك، ط ١، (٢٠٠٠م) مكتبة الغزالي
و دار الفيحاء سوريا

(٤٩) الشمائل المحمدية، الامام محمد بن عيسى بن سورة الترمذى (ت
٥٢٧٩هـ) تحقيق الشيخ محمد عوامة، ط ١، (٢٠٠١م) نشره محققه، لبنان

(٥٠) الصحاح = تاج العروس و صحاح العربية، العلامة اسماعيل بن
حماد الجوهري الفارابي (ت ٣٩٨هـ)، بدون تحقيق، ط ١، (١٩٩٩م)، دار احياء
التراث العربي، لبنان

(٥١) صحيح ابن حبان = الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان، الامير علاء
الدين على بن بلبان الفارسي (ت ٧٣٩هـ) تحقيق شعيب الارناؤوط، ط ٣، (١٩٩٧م)
(م)، مؤسسة الرسالة، لبنان

(٥٢) صحيح ابن خزيمة، الامام محمد بن اسحاق بن خزيمة (ت ٣١١هـ)
(هـ)، تحقيق الدكتور محمد مصطفى الاعظمي، ط ٣، (٢٠٠٣هـ) المكتب
الاسلامي، لبنان

(٥٣) صحيح البخاري = الجامع المسند الصحيح المختصر من امور
رسول الله ﷺ و سننه و ايامه، الامام محمد بن اسماعيل البخاري (ت ٢٥٦هـ)
النسخة اليونانية، عنى به الدكتور محمد زهير بن ناصر الناصر، ط ١، (١٤٢٢هـ)،
دار طوق النجاة، لبنان

(٥٤) صحيح مسلم = الجامع الصحيح، الامام مسلم بن الحجاج
النيسابوري (ت ٢٦١هـ)، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، (١٩٥٤م)، دار احياء

(٥٥) الصرح الممرد والفخر المؤبد لآباء سيدنا محمد ﷺ، السيد عمر بن

علوي بن ابي بكر الكاف (ت ١٤١٢هـ)، ط ١، (٢٠٠١م)، دار الحاوي، لبنان

(٥٦) ضعفاء العقيلي، العلامة محمد بن عمر بن موسى العقيلي (ت ٣٢٢هـ)

(هـ)، تحقيق عبد المعطي قلعي (١٤٠٤هـ)، دار الكتب العلمية، لبنان

(٥٧) الطبقات الكبرى، الامام محمد بن سعد بن منيع البصري (ت ٢٣٠هـ)

(هـ) تقديم الدكتور احسان عباس، بدون تاريخ، دار صادر، لبنان

(٥٨) العقد الثمين في تاريخ البلد الامين، الامام محمد بن احمد بن علي

الفاسي المكي (ت ٨٣٢هـ)، تحقيق محمد حامد الفقي، (١٩٥٨م)، مطبعة السنة

المحمدية، مصر

(٥٩) علل الحديث، الامام عبد الرحمن بن محمد الرازي (ت ٣٢٧هـ)

عنى به محب الدين الخطيب، (١٤٠٥هـ) دار المعرفة، لبنان

(٦٠) عيون الاثر في فنون المغازي والشمائل والسير، العلامة محمد بن

محمد بن محمد المعروف بابن سيد الناس (ت ٧٣٤هـ)، بدون تحقيق، ط ٣،

(١٩٨٢م)، دار الآفاق الجديدة، لبنان

(٦١) فتح الباري بشرح صحيح البخاري، الحافظ احمد بن علي بن حجر

العسقلاني (٨٥٢هـ)، عنى به محمد فؤاد عبد الباقي و محب الدين الخطيب، بدون

تاريخ طبعة مصورة لدى مكتب الغزالي، سوريا

(٦٢) القاموس المحيط، العلامة مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز

آبادي (ت ٨١٧هـ)، بدون تحقيق، ط ١، (١٩٩١م)، دار احياء التراث العربي،

لبنان

(٦٣) القول البديع فى الصلاة على الحبيب الشفيق ، الحافظ محمد بن عبد الرحمن السخاوى (ت ٩٠٢ هـ) تحقيق الشيخ محمد عوامة ، ط ١ ، (٢٠٠٢ م) نشرة محققه ، السعودية

(٦٤) الكامل فى ضعفاء الرجال ، الحافظ عبد الله بن عدى الجرجاني (ت ٣٦٥ هـ) ، تحقيق الدكتور سهيل زكار و يحيى مختار غزاوى ، ط ٣ ، (١٩٨٨ م) دار الفكر ، لبنان

(٦٥) كشف الخفاء و مزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس ، الشيخ اسماعيل بن محمد العجلونى الجراحى (ت ١١٦٢ هـ) ، بدون تحقيق ، ط ٣ ، (١٣٥١ هـ) ، طبعة مصورة لدى دار احياء التراث العربى ، لبنان

(٦٦) لسان العرب ، الامام محمد بن مكرم بن منظور الافريقى (ت ٧١١ هـ) ، بدون تحقيق ، ط ١ ، (١٩٩٢ م) ، دار صادر ، لبنان

(٦٧) المستدرک على الصحيحين ، الحافظ محمد بن محمد الحاكم النيسابورى (ت ٤٠٥ هـ) ، بدون تحقيق ، بدون تاريخ ، طبعة مصورة لدى دار المعرفة ، لبنان

(٦٨) مسند ابو يعلى الموصلى ، الامام احمد بن على بن المثنى التميمى (٣٠٧) تحقيق حسين سليم اسد الداراني ، ط ١ ، (١٩٨٩ م) ، دار المأمون للتراث ، سوريا

(٦٩) مسند الامام احمد = المسند ، الامام احمد بن محمد بن حنبل الشيباني (ت ٢٤١ هـ) ، تحقيق مجموعة من المحققين ، ط ١ ، (١٩٩٥ م) مؤسسة الرسالة ، لبنان

(٧٠) مسند الحميدى ، الامام عبد الله بن الزبير الحميدى (ت ٢١٩ هـ)

تحقيق عبد الجبار زكار ، (١٩٧٨ م) ، دار الكتب العلمية ، لبنان

(٧١) مسند الربيع ، الحافظ الربيع بن حبيب الازدى البصرى ، تحقيق محمد ادريس و عاشور بن يوسف ، (١٤١٥ هـ) ، دار الحكمة و مكتبة الاستقامة ، لبنان ، سلطنة عمان

(٧٢) مسند الشاميين ، الحافظ سليمان بن احمد الطبراني (ت ٣٦٠ هـ) تحقيق حمدي بن عبد المجيد السلفى ، ط ١ ، (١٩٨٤ م) مؤسسة الرسالة ، لبنان

(٧٣) مسند عبد بن حميد ، الحافظ عبد الحميد بن حميد الكشي (ت ٢٤٩ هـ) ، تحقيق صبحى البدرى السامرائى و محمود الصعدي ، ط ١ ، (١٩٨٨ م) مكتبة السنة ، مصر

(٧٤) مصنف ابن ابى شيبه ، الحافظ عبد الله بن محمد بن ابى شيبه (ت ٢٣٥ هـ) ، تحقيق سعيد محمد اللحام ، (١٩٩٤ م) ، دار الفكر ، لبنان

(٧٥) المصنف ، الامام عبدالرزاق بن همام الصغاني (ت ٢١١ هـ) تحقيق حبيب الرحمن الاعظمى ، ط ٢ ، (١٩٨٣ م) المجلس العلمى بالتعاون مع المكتب الاسلامى ، لبنان

(٧٦) المصنوع فى معرفة الحديث الموضوع ، العلامة على بن سلطان محمد الهروى القارى (ت ١٠١٤ هـ) ، تحقيق الشيخ عبدالفتاح ابو غدة ، ط ٥ ، (١٩٩٤ م) ، مكتب المطبوعات الاسلامية ، سوريا

(٧٧) المطالب العالية بزوائد الثمانية ، الحافظ احمد بن على بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢ هـ) ، تحقيق ايمن على ابو يمانى و اشرف صلاح على ، ط ١ ، (١٩٩٧ م) ، مؤسسة قرطبة و المكتبة المكية ، مصر ، السعودية

(٧٨) المعارف ، الامام عبد الله بن مسلم المعروف بابن قتيبة (ت ٢٧٦ هـ)

تحقيق ثروت عكاشة، ط ١، (١٤١٥ هـ)، منشورات الشريف الرضى، ايران

(٧٩) المعجم الاوسط، الحافظ سليمان بن احمد الطبراني (ت ٣٦٠ هـ)،

تحقيق الدكتور محمد الطحان، ط ١، (١٩٨٥ م)، مكتبة المعارف، السعودية

(٨٠) معجم الصحابة، الامام عبد الباقي بن قانع البغدادي (ت ٣٥١ هـ)،

تحقيق خليل ابراهيم قوتلاي و حمدي الدمرداش محمد، ط ١، (١٩٩٨ م) مكتبة
نزار مصطفى الباز، السعودية

(٨١) المعجم الصغير، الامام سليمان بن احمد الطبراني (ت ٣٦٠ هـ)،

تحقيق محمد شكور و محمود الحاج امير، (١٩٨٥ م)، المكتب الاسلامي،
لبنان

(٨٢) المعجم الكبير، الحافظ سليمان بن احمد الطبراني (ت ٣٦٠ هـ)،

تحقيق حمدي عبد المجيد السلفي، ط ٢، بدون تاريخ، دار احياء التراث العربي،
لبنان

(٨٣) المعجم الوسيط، مجموعة من العلماء، تقديم الدكتور ابراهيم

مدكور، ط ٣، بدون تاريخ، مجمع اللغة العربية، مصر

(٨٤) مكارم الاخلاق، الحافظ عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن

ابي الدنيا (ت ٢٨١ هـ)، تحقيق مجدي السيد ابراهيم، (١٩٩٠ م) مكتبة القرآن،
مصر

(٨٥) المنتظم في تواريخ الملوك والامم، الامام عبد الرحمن بن علي

الجوزي (ت ٥٩٧ هـ)، تحقيق الدكتور سهيل زكار، (١٩٩٥ م)، دار الفكر، لبنان

(٨٦) منتهى السؤل على وسائل الوصول الى شمائل الرسول، العلامة

عبد الله بن سعيد اللحجي (ت ١٤١٠ هـ)، ط ٢، (١٩٩٩ م) دار المنهاج،

السعودية

(٨٧) المنجد في اللغة والاعلام، مجموعة من المتخصصين، بدون

تحقيق، ط ٣٨، بدون تاريخ، دار المشرق، لبنان

(٨٨) الموطأ، الامام مالك بن انس الاصبحي (ت ١٧٩ هـ)، تحقيق

محمد فؤاد عبد الباقي، بدون تاريخ، دار احياء الكتب العربية، مصر

(٨٩) ميزان الاعتدال في نقد الرجال، الحافظ محمد بن احمد الذهبي (ت

٧٤٨ هـ)، تحقيق علي محمد البجاوي، ط ١، (١٩٦٣ م) طبعة مصورة لدى دار

المعرفة، لبنان

(٩٠) النجم الوهاج في شرح المنهاج، العلامة محمد بن موسى بن عيسى

الدميري (ت ٨٠٨ هـ)، لجنة علمية باشراف محمد غسان نصوح عزقول، ط ١،

(٢٠٠٤ م)، دار المنهاج، السعودية

فہرست کتاب

کتاب پر تبصرہ	3
مؤلف کے حالات	8
قابل اعتماد نسخوں کی کیفیت	11
کتاب پر ہماری تحقیق	12
مخطوطات کے نوٹ	13
آغاز کتاب	17
نبی کریم ﷺ کے نسب شریف کا ذکر	18
نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت	19
آپ ﷺ کی رضاعت	20
آپ ﷺ کی نشوونما	20
نبی کریم ﷺ کی بعثت	24
آپ ﷺ کے غزوات (جنگیں)	26
آپ ﷺ کے بعوث (فوجی دستے)	26
آپ ﷺ کا حج	26

نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک	29
نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی	30
نبی کریم ﷺ کا پاکیزہ اخلاق	31
نبی کریم ﷺ کا کھانا	41
نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک	44
نبی کریم ﷺ کی خوش طبعی	48
نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن	50
نبی کریم ﷺ کی اولاد پاک	57
نبی کریم ﷺ کے چچا	60
نبی کریم ﷺ کی پھوپھیاں	61
نبی کریم ﷺ کے غلام	61
نبی کریم ﷺ کی باندیاں	66
نبی کریم ﷺ کے آزاد خادم	68
نبی کریم ﷺ کے محافظ	68
بادشاہوں کی طرف بھیجے گئے اپیلچی اور قاصد	69
نبی کریم ﷺ کے محرر (کاتب)	71
نبی کریم ﷺ کے شمشیر زن	71

72	نبی کریم ﷺ کے نجیب
72	عشرہ مبشرہ ﷺ
72	نبی کریم ﷺ کی سواری کے جانور (گھوڑے)
74	خجر
75	گدھا
75	گائیں بھینسیں
75	اونٹنیاں
75	بکریاں
76	غیشہ نامی بکری جس کا دودھ نوش فرماتے تھے
76	سفید مرغ
76	نبی کریم ﷺ کے ہتھیار
79	نبی کریم ﷺ کے کپڑے اور سامان
81	نبی کریم ﷺ کے معجزات
93	نبی کریم ﷺ کا وصال
98	مصادر تحقیق

مترجم کے دیگر تراجم

